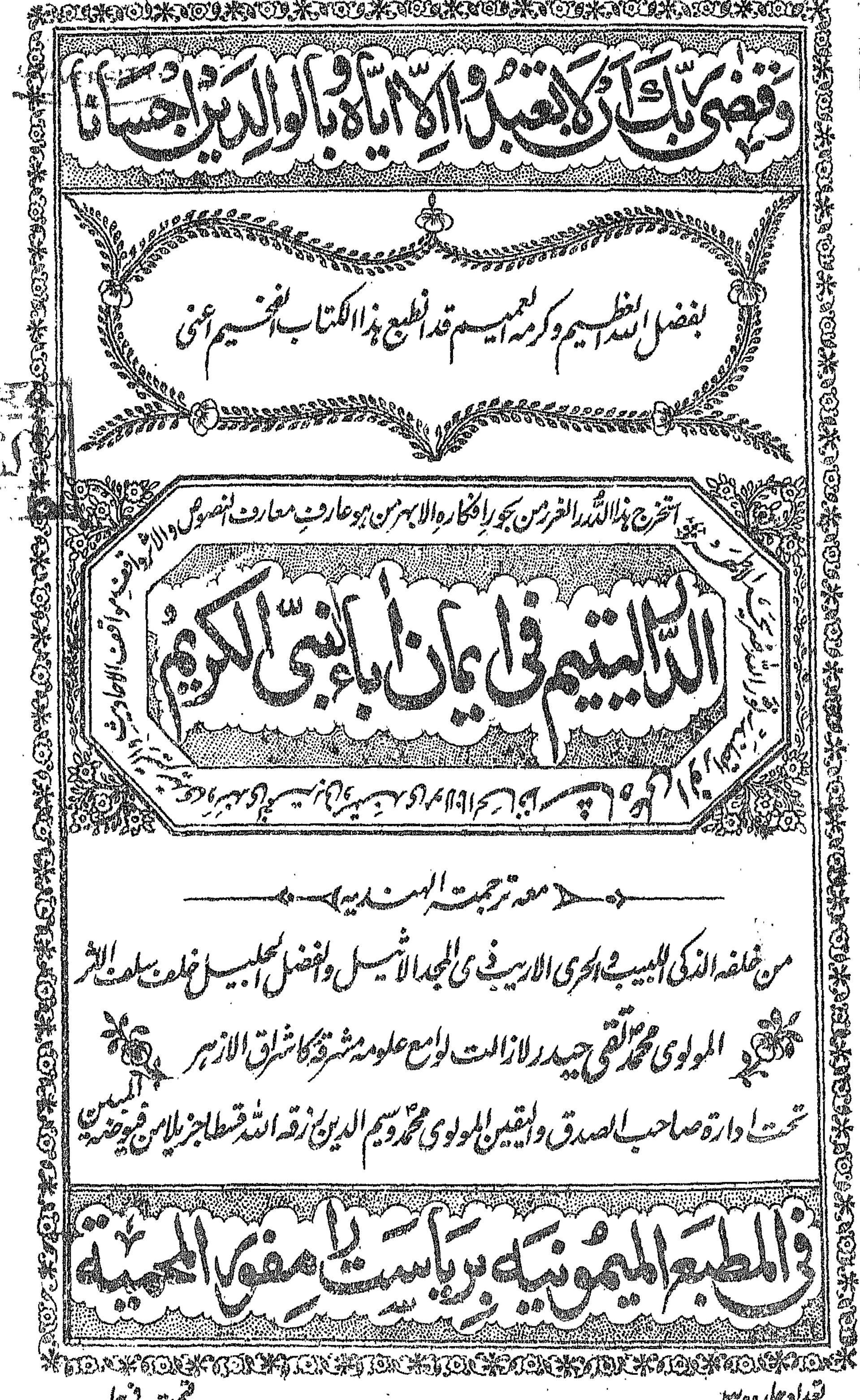


وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا

بفضل الله العظيم وكرمه العميم قد انطبع هذا الكتاب الفخيم العني

استخرج هذا الدر الفريد من بحور افكاره الابهر من هو عارف معارف النصوص والآثار

الدر اليتيم في إيمان آباء النبي الكريم

معه ترجمته الهندية

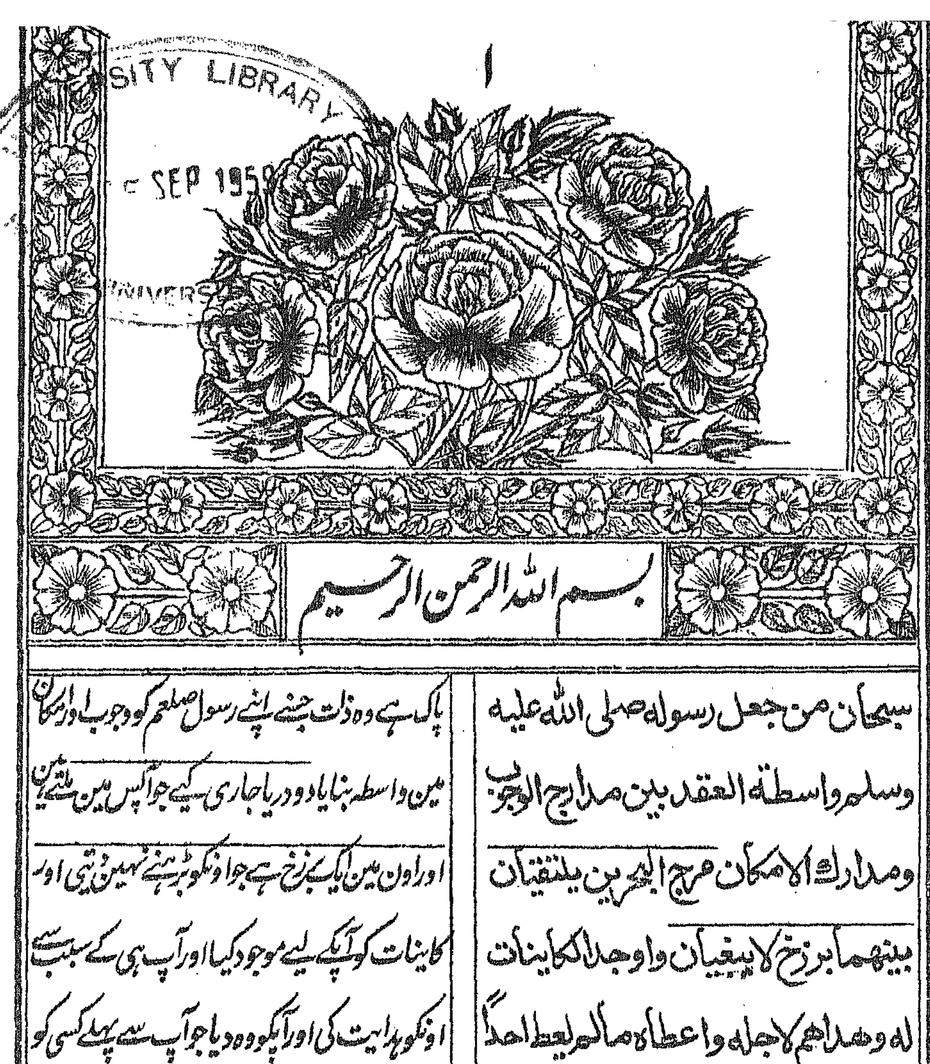
من خلفه الذكي اللبيب الحري الاريب في المجد الأثيل والفضل الجليل خلف سلف الاثر

المولوي محمد تقي حيدر لازالت لوامع علومه مشرقة كاشراق الازهر

تحت ادارة صاحب الصدق واليقين المولوي محمد وسيم الدين رزقه الله قسطا جزيلا من فيوضه المبين

في المطبع الميمونية بریاست رامفور الحمیدیة

تعداد جلد ۳۰۰
قیمت فی جلد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان من جعل رسوله صلى الله عليه
وسلم واسطة العقد بين مدارج الوجوب
ومدارك الامكان مرج البحرين يلتقيان
بينهما برزخ لا يبغيان واوجد الكاينات
له وهداهم لاجله واعطاه ما لم يعط احدًا
من قبله ارسله الى الناس كافة بشيرًا
ونذيرًا وداعيًا الى الله باذنه وسراجًا منيرًا
والصلوة والسلام على من عاداته العبادات
والعبادات له عادات لطيفة قلبه بيت الله
بل الحق انه ادون من الله واعلى مما سوى
الله وعلى اله الامناء واصحابه العظماء-
وبعد- فما زلت مشغوفًا وولهان بان

پاک ہے وہ ذات جسنے اپنے رسول صلعم کو وجوب اور امکان
مین واسطہ بنایا دو دریا جاری کیے جو آپس مین ملتے ہین
اور اون مین ایک برزخ ہے جو اونکو بڑہنے نہین دیتی اور
کاینات کو آپکے لیے موجود کیا اور آپ ہی کے سبب سے
اونکو ہدایت کی اور آپکو وہ دیا جو آپ سے پہلے کسی کو
نہین دیا اور آپکو سب کی طرف ڈرانے اور بشارت دینے والا
اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغِ روشن بناکر بھیجا-
اور درود وسلام آپ پر کہ آپکی عادتین عبادت اور
عبادتین عادت ہین آپ کا لطیفہ قلب بیت اللہ ہے
بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ اللہ سے کم اور ماسوے اللہ سے
اعلے ہین اور آپ کی اولادِ امین اور اصحاب عظیم پر-
اما بعد- مجکو ہمیشہ سے اس بات کا ذوق وشوق تہا

احر في ايمان اباء رسول الانس والجان
واقره باية محكمة ونص منصوصة سيما لما
شرفني الله بامعان النظر في تفسير هذه
الاية الكريمة وقضى ربك ان لا تعبدوا
الا اياه وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما
ازدادت لي شوقا من حسن ذلك السوق
فتلجلجت ببالي ان منيتي فيه مشكورة واو
فيه مستورة حتى يسر الله لي تحرير تلك المباني
الاقدسية وتقرير تلك المعاني القدسية
فيا ايها الناظر ما ظنك بهذا الظاهر الباهر
هذه لتسويد سديد وجيد جديد لمن
كان له قلب او القى السمع وهو شهيد
لحظات سرقناها من ايادي الدهور
والازمان وسمات تنبهناها من مجالس
افكار ذوي العرفان كتاب فضله على سائر
الكتب العسير لان اسمه در اليتيم
في ايمان اباء النبي الكريم فها
انا اشرع في المقصود مترجما على مقدمة
وفصول وخاتمة ۔

کہ مین ایمان ابوین آنحضرت صلعم مین کچھہ لکھون اور اوسے
آیت محکم و نص قطعی سے مضبوط کرون خصوصاً جب
اللہ تعالی نے مجکو اس آیۂ کریمہ مین غور کرنے کا
شرف دیا کہ اللہ نے حکم دیا کہ سوا اوسکے کسی کی عبادت
نہ کرو اور مان باپ سے احسان کرو اور کہو کہ ای پروردگار
اونپر رحم کر تو اسے دیکھکر میرا شوق اور بڑہ گیا میرے
دل مین آیا کہ میرا مقصود اس آیت مین پوشیدہ اور
میری کوشش اس امر مین مشکور ہے۔ آخر اللہ نے ان معانی
اقدس و مطالب مقدس کا لکھنا و بیان کرنا مجپر آسان
کر دیا اسلیے ناظرین اس عمدہ رسالہ کی بابت کیا
خیال ہے اونکے لیے جنکو قلب اور گوش شنوا دیے گئے
ہون قوی تحریر و چست سند ہے اسے چند گھڑیون مین
مین نے صاحبان عرفان کے افکار سے جمع کیا
اور یہ کتاب ایسی ہے جو تمام عام کتابون سے اسلیے
بزرگ ہے کہ اس کا نام **دُر الیتیم فی ایمان
آباء النبی الکریم** ہے اب مین اسے
ایک مقدمہ اور چند فصلون اور ایک خاتمہ
پر مرتب کر کے مقصد بیان کرنا شروع کرتا
ہون ۔

اما المقدمة ففی نسبه الطاهر وحسبه
الظاهر فهو سید الاولین والاخرین وخاتم
النبیین والمرسلین محمد ابن عبد الله کما
فی الحدیث عن انس انا محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف
بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لوی
بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن کنانه
بن خزیمه بن مدرکه بن الیاس بن مضر
بن نزار بن معد بن عدنان الحدیث ؎
وکم اب قد علی بابن ذی شرف ؛ کما
علت برسول الله عدنان - الی ههنا مجمع علیه
وفی ما فوق ذالك الی آدم خلاف لانتجاوز عنه
قال ابن دحیة اجمع العلماء علی ان رسول الله
انما انتسب الی عدنان ولم یتجاوز عنه وعن
ابن عباس انه صلعم کان اذا انتسب
لم یجاوز عن معد بن عدنان ثم یمسك ویقول
کذب النسابون مرتین او ثلثا رواه فی مسند
الفردوس لکن قال السهیلی الاصح فی هذا
الحدیث انه من قول ابن مسعود وقال

مقدمہ میں آپکے نسب طاہر وحسب ظاہر کے بیان مین
آپ سید اولین وآخرین وخاتم النبیین والمرسلین
محمد بن عبد اللہ ہین چنانچہ حدیث مین حضرت انس سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی
بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ
بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد
بن عدنان ہون ؎ اور کون باپ بیٹے کی
بزرگی سے ایسا بزرگ ہوا جیسے عدنان رسول اللہ صلعم
کی وجہ سے بزرگ ہوے یہان تک نسب متفق علیہ ہے
اسکے اوپر تا حضرت آدم اختلاف ہے ہم اوس سے
آگے نہین بڑہتے - ابن دحیہ نے کہا ہے کہ علما نے
اسپر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا نسب عدنان
تک بیان کیا اور اس سے آگے نہین بڑہے اور حضرت
ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم جب اپنا نسب بیان
فرماتے تہے تو معد بن عدنان پر رک جاتے اور دو تین بار فرماتے
تہے کہ نسب بیان کرنیوالے جہوٹ بولے یہ حدیث مسند الفردوس
مین ہے لیکن سہیلی کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ ابن مسعود کا قول ہے

غيره كان ابن مسعود اذا قرء قوله تعالى
الم يأتكم نبأء الذين من قبلكم قوم نوح وعاد
وثمود والذين من بعدهم لايعلمهم الا الله
قال كذب النسابون يعني انهم يدعون علم
الانساب ونفى الله تعالى علمها عن العباد
وروى عن ابن عمر انه قال انما ننتسب الى
عدنان ومافوق ذلك لاندري ماهو
وعن ابن عباس ان بين عدنان واسمعيل
ثلثون ابا لايعرفون وقال عروه بن الزبير
ما وجدنا احدا يعرف بعد معد بن عدنان
وكلام حافظ اليعمري وابن حجر العسقلاني
والقسطلاني وغيرهم صريح في ان من عدنان
الى اسمعيل ومن ابراهيم الى ادم خلاف
ثم اختلف في كراهة رفع النسب من عدنان
الى ادم فذهب ابن اسحق وابن جرير وغيرهما
الى جوازه وعليه البخاري وغيره من العلماء
وذهب جمع من اهل العلم الى كراهة ذلك
منهم مالك فانه لما سئل عن الرجل يرفع

اور غیر سہیلی نے کہا کہ جب ابن مسعود آیۃ الم یاتکم نبأء
الذین الخ پڑہتے تہے تو کہتے تہے کہ نسب بیان کرنیوالے
جھوٹ بولے یعنی وہ لوگ علم انساب کا دعوی کرتے ہین حالانکہ
اللہ نے بندون سے اس علم کی نفی کی حضرت عمر سے
مروی ہے وہ کہتے تہے کہ ہم عدنان تک انتساب
کرتے ہین اور اسکے اوپر نہین جانتے کہ کیا ہے۔
حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عدنان و اسمعیل کے
درمیان تیس ۳۰ واسطے ہین جنکے نام نہین معلوم اور عروہ
بن زبیر نے کہا کہ مین نے ایسا کسی کو نہین پایا جو عدنان
کے بعد جانتا ہو۔ حافظ یعمری و ابن حجر عسقلانی و قسطلانی
وغیرہ کا قول صریح یہ ہے کہ عدنان سے حضرت اسمعیل
اور حضرت ابراہیم سے حضرت آدم تک اختلاف ہے
پہر عدنان سے حضرت آدم تک نسب بیان کرنے
کی کراہت مین اختلاف کیا ہے ابن اسحاق و ابن
جریر وغیرہ اسکے جواز کی طرف گئے ہین اور اسی پر بخاری
اور اور علما ہین اور بعض علما۔ اسکے مکروہ ہونے کی طرف
گئے ہین اونہین مین مالک بہی ہین چنانچہ اون سے
جب یہ پوچہا گیا کہ ایک شخص اپنا نسب حضرت

[1] کیا تمکو خبر نہین اون لوگونکی جو تمسے پہلے تہے قوم نوح و عاد اور ثمود اور وہ لوگ جو اونکے بعد تہے اونکی گنتی سوای خدا کے کوئی نہین جانتا ۱۲

نسبه الى آدم فكره ذلك وقال من يخبره به
وقد وردت آثار تفيد منع رفع النسب من
عدنان الى آدم منها ما ورد عنه صلعم انه
قال لا نجاوز عن معد ابن عدنان قال
ابو الفدىٰ وسبب الاختلاف فيما بين عدنان
وآدم ان قدماء العرب لم يكونوا اصحاب
كتب يرجعون اليها وانما كانوا يرفعون الى
حفظ بعضهم من حفظ البعض وقال ابن خلدون
ولعل الخلاف انما جاء من قبل اللغة لان
الاسماء ترجمت من العبرانية انتهىٰ وقال
ابن الجوزى ان اليهود اختلفوا اختلافًا
متفاوتًا فيما بين آدم والنوح وفيما بين الانبياء
من السنين وهذا هو سبب الاختلاف وقال
ابن خلدون ان الآباء بينه وبين اسمٰعيل
غير معروفة وتنقلب في غالب الامر مختلطة
مختلفة بالقلة والكثرة في العدد فانسبته
اليه فصحيحة في الغالب انتهىٰ وفي سبائك
الذهب لابى الفوز محمد بن امين السويدى
البغدادى وقد انتسب صلعم الى عدنان

آدم تک بیان کرتا ہے تو اونکو برا معلوم ہوا کہنے لگے
کہ اوسکو اسکی خبر کس نے دی اور بیشک ایسی حدیثین
وارد ہین جو عدنان سے حضرت آدم تک نسب
ملانے کو منع کرتی ہین اون مین سے یہ حدیث ہی
کہ آپ نے فرمایا کہ معد بن عدنان سے آگے نہ بڑہو
ابو الفدیٰ نے کہا کہ اس اختلاف کا سبب یہ ہے
کہ اگلے عرب لکھے پڑہے نہین ہوتے تہے بلکہ بعض
بعض سے سنکر یاد کر لیتے تہے ابن خلدون نے کہا
کہ شاید اختلاف لغوی ہو اس لیے کہ عبرانی زبان سے
نام ترجمہ کیے گئے ہین انتہیٰ ابن جوزی نے کہا کہ
یہود نے حضرت آدم و نوح کے درمیان بڑا اختلاف
کیا ہے اور انبیا علیہم السلام کے سنون مین بہی
اور یہی سبب اختلاف ہے اور ابن خلدون نے کہا کہ
عدنان اور حضرت اسمعیل کے درمیان مین جو واسطے ہین
وہ مشہور نہین اور اکثر اوقات گر بڑ اور مختلف ہو کر
گھٹ بڑہ جاتے ہین لیکن حضرت اسمعیل کی طرف
اونکی نسبت غالبًا صحیح ہے انتہیٰ سبایک الذہب مین لکھا
ابی الفوز محمد بن امین سویدی بغدادی مین ہے
کہ رسول اللہ صلعم نے عدنان تک انتساب کیا ہے

هذا كما روى ذلك البيهقي وابن عساكر عن
انس وهو المتفق عليه بين النسابين و اما
النسب من عدنان الى ادم فقد وقع الاختلاف
فيه قال الحافظ شرف الدين الدمياطي
من بعد ان ساق هذا النسب هكذا ساقه
ابو على محمد بن اسعد ابن على النسابه
وقال هذه اصح الطرق واحسنها وافصحها
وهي روايت شيوخنا في النسب انتهى
فالذي ينبغي لنا الاعراض عما فوق عدنان
لما فيه من التخليط والتغيير للالفاظ مع
قلة الفائدة كما في المواهب اللدنية وقال
بعض المحدثين بل فيه احتمال الغلط
فينسبه الى غير ابيه فيقع في الكذب كما
يفهم من الحديث بل يجر الى الشتم لان
نسبة المرء الى غير ابيه شتم وتعيير له بل يلزم
منه القذف والله اعلم اقول المراد من
نفي علمهم نفي العلم التفصيلي باسمائهم
وهو لاينافي علمها اجمالا وعلم احكامهم فانا
نعلم ان اباء النبي صلعم الى ادم كلهم مسلمون

جیسا کہ بیہقی و ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت
کی اور یہ نسابین مین متفق علیہ ہے لیکن عدنان سے
حضرت آدم تک نسب مین البتہ اختلاف ہے حافظ
شرف الدین دمیاطی نے بعد بیان نسب کے کہا کہ
اسی طرح بیان کیا ہے ابو علی محمد بن اسعد ابن علی نسابہ نے
بیان کرکے کہا کہ یہ سب سے زیادہ صحیح و بہتر ہے اور
نسب مین ہمارے شیوخ کی یہی روایت ہے انتہی۔
لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم عدنان سے آگے نہ بڑھین کیونکہ
اوسمین باوجود کمی فائدہ الفاظ بدلے اور ملے ہوے ہین
جیسا کہ مواہب لدنیہ مین ہے اور بعض محدثین نے کہا
کہ اسمین غلطی کا احتمال ہے کہ غیر باپ کی طرف منسوب
کرکے جھوٹ مین پڑجاے جیسا کہ حدیث سے معلوم
ہوتا ہے بلکہ منجر بشتم ہو جاتا ہے کیونکہ مرد کو اوسکے باپ کے
علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا شتم و تعییر ہے اور اس سے
حد قذف لازم آتی ہے واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ مراد
اونکی نفی علم سے اونکے اسماء کے علم تفصیلی کی نفی ہے جو
اوسکے علم اجمالی اور اونکے علم احکام کی منافی نہین
کیونکہ ہم جانتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے آباء و اجداد
حضرت آدم تک سب مسلمان تھے جیسا کہ بیان

كما ياتي وان لم نعلم اسمائهم وهذه السلسلة
الشريفة العالية ذات العزة والكرامة والشرف
والجلالة والنبوة والرسالة خيرة خلق الله
وصفوة عباد الله طهرهم وزكاهم ونورهم وذلك
لسيد الاولين والآخرين صلى الله عليه
وزاده شرفا لديه ۔

الفصل الاول۔ قوله تعالى وقضى[1]

ربك ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا
اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا
تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل
رب ارحمهما كما ربياني صغيرا في الدر المنثور
اخرج ابن جرير وابن المنذر من طريق علي
ابن ابي طلحة عن ابن عباس في قوله
وقضى ربك قال امر واخرج ابن المنذر
عن مجاهد في قوله تعالى وقضى ربك ان
لا تعبدوا الا اياه قال عهد ربك ان لا تعبدوا

ہو گا اگرچہ ہمکو اون سب کے نام نہ معلوم ہوں۔
اور یہ سلسلہ شریفہ عالیہ معزز و مکرم و صاحب شرف
وجلالت و نبوت و رسالت ہے تمام مخلوق سے
بہتر اور بندگان حق میں سبکا خلاصہ ہے اللہ تعالی نے ذات
سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے برگزیدہ
ومقدس کیا اور آپ ہی کی وجہ سے اونکی زیادہ بزرگی کی

فصل اول۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

وقضی ربک الخ در منثور میں ہے کہ ابن جریر
وابن منذر طریق علی ابن ابی طلحہ سے اونہوں
نے حضرت ابن عباس سے وقضی ربک
کے متعلق یہ روایت کی کہ اس کے معنی آمر
کے ہیں اور ابن منذر نے مجاہد سے اسی
آیت کے متعلق یہ روایت کی کہ اونہوں نے
کہا کہ تیرے پروردگار نے اس کا عہد لیا کہ
بجز اوس کے اور کسی کی عبادت نہ کرو
ابن ابی حاتم نے حسن سے وبالوالدین احسانا
میں روایت کی کہ احسان بمعنی نیکی ہے میں کہتا ہوں

[1] اور حکم دیا تیرے پروردگار نے کہ بجز اوس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے بھلائی کرو اگر وہ تمہارے سامنے بوڑھے ہو جاویں ایک یا دونوں تو اونہہ نہ کرو اور نہ اون کو جھڑکو اور اون سے ادب سے بات کرو اور اون کے سامنے اپنا سر عاجزی سے جھکا دو اور کہو اے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھکو پالا ۱۲

الا اياه واخرج ابن ابی حاتم عن الحسن فی
قوله وبالوالدين احسانًا يقول برًّا - اقول
هذه الاية ظاهرة مفسرة منصوصة فی
اسلام والدی رسول الله الی آدم اما قولی
ظاهرة فلان الظاهر ما ظهر المراد منه بنفس
الصيغة كذا فی الحسامی وهو تعالی امره صلعم
حقيقة بالاحسان الی الوالدين وبالدعاء بالرحمة
لهما وهو ظاهر لفظ الاية بلا خفاء فان قيل
قد اختلف فی اسلام والدی صلعم اذ انهما
قيل ان بعض الايات والاحاديث تقتضی
عدم اسلامهما فكيف تبقی الظاهر علی حقيقته
اقول من قال بكفرهما فلا يعبأ بقوله لان
عبارة هذه الاية تدل بنفسها علی اسلامهما
فمن قال ذلك بمجرد الاحتمال فلا يسمع حتی
يورد الدليل كما هو قاعدة الاصول من ان
الظاهر توجب الحكم قطعًا والدلائل اللتی
ذكروها مجروحة مردودة منها اية ولا
تسئل عن اصحاب الجحيم قالوا انها نزلت
فی والده صلعم ففی الدر المنثور اخرج وكيع وسفيان

کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کے والدین اور حضرت آدم
تک کے اسلام کے لیے مفسر و منصوص ہے -
لیکن میرا قول ظاہرۃ اسلیے ہے کہ ظاہر وہ ہے
جس سے بنفس صیغہ مراد ظاہر ہو جیسا کہ حسامی مین ہے
اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو والدین کے ساتھ احسان
اور اونکے لیے دعاے رحمت کرنیکا حقیقتًا حکم دیا اور
یہ لفظ آیت سے صاف ظاہر ہے اگر یہ کہا جاے کہ
آنحضرت صلعم کے والدین کے اسلام مین بعض آیات
واحادیث کو جو اونکی عدم اسلام کی مقتضی ہین لیکر اختلاف
کیا گیا ہی پہر ظاہر لفظ اپنے حقیقی معنی پر کیسے دلالت کریگا تو
مین کہتا ہون کہ اونکے قائل کفر کا قول نہ مانا جائیگا کیونکہ
اس آیت کی عبارت بذاتہا اونکے اسلام پر دلالت
کرتی ہے لہذا جو کوئی بمجرد احتمال یہ کہے گا تو اوسکا
قول حسب قاعدۂ اصولی تا وقتیکہ وہ کوئی دلیل
نہ لاے نہ سنا جائیگا کیونکہ ظاہر حکم کو قطعًا واجب کرتا ہے
اور جو دلائل اونہون نے بیان کیے ہین وہ مجروح
و مردود ہین - اونہین دلائل مین سے آیت ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم ہے کہتے ہین کہ
یہ الد آنحضرت صلعم کے حق مین اوتری در منثور مین ہے کہ وکیع و سفیان

ابن عیینه وعبد الرزاق وعبید بن حمید وابن
جریر وابن منذر عن محمد بن کعب القرظی قال
قال رسول الله صلعم لیت شعری ما فعل
ابوای فنزل انا ارسلناك بالحق بشیرا ونذیرا
ولا تسئل عن اصحاب الجحیم فما ذکرهما حتی توفاه
الله قلت هذا مرسل ضعیف الاسناد انتهی
واخرج ابن جریر عن داؤد عن ابن ابی عاصم
ان النبی صلعم قال ذات یوم این ابوای فنزلت
قلت والآخر معضل الاسناد ضعیف لا یقوم به
ولا بالذی قبله حجة انتهی ما فی الدرر
ومنها ایة ما کان للنبی والذین امنوا ان
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی القربی من بعد
ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم نزلت فی والدیه
ففی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم والحاکم وابن
مردویه والبیهقی فی الدلائل عن ابن مسعود
قال خرج رسول الله صلعم یوما الی المقابر فاتبعناه
فجاء حتی جلس الی قبر منها فناجاه طویلا
ثم بکی فبکینا لبکائه ثم قام فقام الیه عمر فدعاه

ابن عیینہ و عبد الرزاق و عبید بن حمید و ابن جریر
و ابن منذر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہ معلوم میرے ماں باپ کے
ساتھ کیا ہوا اوسوقت آیت انا ارسلناك بالحق الخ
اوتری پھر آپنے اونکو مدۃ العمر یاد نہ فرمایا میں کہتا ہون
یہ حدیث مرسل ضعیف الاسناد ہے اور ابن جریر نے
داؤد سے اونہون نے ابن ابی عاصم سے روایت کی
کہ نبی صلعم نے ایک روز فرمایا کہ میرے ماں باپ کہاں ہین
تب آیت اوتری میری نزدیک دوسری حدیث معضل الاسناد
ضعیف ہی اس سے یا اس سی قبل والی حدیث سے
کوئی حجت قائم نہیں ہوسکتی انتہے ما فی الدرر۔ اور
اونہین دلائل مین سے یہ آیت ہے کہ ما کان للنبی الخ
آپکے والدین کے حق مین اوتری درمنثور مین ہی کہ ابن
ابی حاتم و حاکم و ابن مردویہ و بیہقی نے دلائل مین ابن مسعود سے
روایت کیا کہ آنحضرت صلعم ایک روز قبرستان کی طرف تشریف
لیگئے ہم بھی آپکے پیچھے گئے آپ جاکر ایک قبر کے قریب بیٹھ گئے
اور دیر تک مناجات کی پھر روئے ہم بھی روئے پھر آپ کھڑے
ہوے اور حضرت عمر کھڑے ہوکر آپکے قریب گئے آپنے پہلے انکو

لہ نبی اور مسلمانوں کو اختیار نہیں ہے کہ مشرکین کے لیے مغفرت چاہین بعد اسکے کہ اونہین ظاہر ہوچکا کہ وہ دوزخی ہین اور اگرچہ وہ انکی قرابت والے ہوں ۱۲

ثم دعانا فقال ما ابکاکم قلنا بکینا لبکائك قال
ان القبر الذی جلست عنده قبر امی آمنة
وانی استاذنت ربی فی زیارتها فاذن لی وانی
استاذنت ربی فی الاستغفار لها فلم یاذن لی
وانزل علیّ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا
للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ فاخذنی ما یاخذ
الولد للوالدة من الرقة فذلك الذی ابکانی
ومنها ما اخرج ابن مردویه عن بریدة قال کنت
مع النبی صلعم اذا وقف علی عسفان فنظر یمینا
وشمالا فابصر قبر امه آمنة ورد الماء فتوضأ
ثم صلی رکعتین ودعا فلم یفجأنا الا وقد علا بکاؤه
فعلا بکاءنا لبکائه ثم انصرف الینا فقال ما الذی
ابکاکم قالوا بکیت فبکینا یا رسول الله قال وما
ظننتم قالوا ظننا ان العذاب نازل علینا بما
نعمل قال لم یکن من ذلك شیء قالوا فظننا ان
امتك کلفت من الاعمال ما لا یطیقون فرحمتها
قال لم یکن من ذلك شیء ولکن مررت بقبر امی
آمنة فصلیت رکعتین فاستاذنت ربی ان
استغفر لها فزجرت زجرا فعلا بکائی ثم دعا براحلته

پھر ہم سبکو بلاکر پوچھا کہ تم کیوں روتے ہیں کہا کہ ہم آپکو روتا
دیکھکر روتے آپنے فرمایا کہ میں جس قبر کے پاس بیٹھا تھا وہ میری مان
آمنہ کی قبر تھی میں نے پروردگار سے اوسکی زیارت کی اجازت
مانگی تو مجھکو اجازت ملی پھر جب اونکے لیے استغفار کی اجازت
مانگی تو نہ ملی اور یہ آیت اوتری کہ ما کان للنبی الخ لہذا
مان کی تکلیف سے جیسا رنج اولاد کو ہوتا ہے مجھکو بھی ہوا
اسی لیے میں رویا۔ اور اونہیں دلائل میں سے یہ حدیث ہے
جو ابن مردویہ نے بریدہ سے روایت کی کہ میں عسفان میں حضرت صلعم
کی ساتھ تھا آپنے وہان ٹھہر کر داہنے بائیں دیکھا تو آپکو اپنی والدہ
آمنہ کی قبر دکھائی دی آپنے پانی منگا کر وضو کیا پھر دو رکعتیں
پڑھکر دعا مانگی تو ہم اوسوقت تک چپ تھے جب آپکے رونیکی آواز بلند ہوئی
تب ہم بھی زور سے روئے آپنے ہم سے پوچھا کہ تم کیوں روئے ہمنے کہا
کہ یا رسول اللہ آپ روئے تھے ہم بھی روئے آپنے فرمایا کہ تم کیا سمجھے
عرض کیا کہ یہ سمجھے کہ عذاب آلہی ہمپر بوجہ ہمارے اعمال کے نازل ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بات نہیں تھی سب نے کہا کہ پھر شاید آپکی امت کے
اعمال خارج از طاقت کی تکلیف دیگئی ہے جسپر آپکو رحم آیا ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بھی نہیں بلکہ میں اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر
گذرا اور دو رکعت نماز پڑھکر خدا سے اونکے لیے اجازت استغفار
چاہی تو جھڑکا گیا اسلیے رونے میں میری آواز بلند ہوگئی پھر سواری

فركبها فاسار الاهنية حتى قامت الناقة لثقل
الوحي فانزل الله ما كان للنبي والذين امنوا ان
يستغفروا للمشركين الآيتين ـ منها ما اخرج ابن
المنذر والطبراني والحاكم وصححه وتعقبه الذهبي
عن ابن مسعود قال جاء ابنا مليكة وهما من
الانصار فقالا يا رسول الله ان امنا كانت تحفظ
على البعل وتكرم الضيف وقد ماتت في الجاهلية
فاين امنا قال امكما في النار فقاما وقد شق
ذلك عليهما فدعاهما رسول الله صلعم فرجعا
فقال الا ان امي مع امكما فقال منافق من الناس
وما يغني هذا عن امه الا ما يغني ابنا مليكة
عن امهما ونحن نطاء عقبيه فقال شاب من
الانصار منا يا رسول الله واين ابواك فقال
رسول الله صلعم ما سألتهما ربي فيعطيني فيهما
وفي لفظ فيطعمني فيهما واني لقائم يومئذ المقام
المحمود الحديث انتهى ما في الدر ـ ومنها
ما روى مسلم من طريق حماد بن سلمة عن ثابت
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله صلعم اين
ابي قال في النار فلما قفا دعاه فقال ان ابي واباك

منگا کر سوار ہوئی اور آہستہ چلی یہانتک کہ ناقہ وحی کی گرانی
سے ٹھہر گیا تب یہ آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی الخ ۔ اور
اونہیں دلائل میں سے یہ حدیث ہے جو ابن منذر وطبرانی
وحاکم نے صحیح سمجھکر روایت کی اور ذہبی نے اوسکا تعقب کیا
حضرت ابن مسعود سے اونہوں نے کہا کہ ملیکہ کے بیٹے جو انصاری
تھے آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہماری ماں شوہر کی حفاظت
اور مہمان کی مہمانداری کرتی تھی اور وہ جاہلیت میں مر گئی
تو اب وہ کہاں ہے آپنے فرمایا کہ دوزخ میں وہ اوٹھہ کھڑے ہوئے
اور اونکو ناگوار ہوا پھر اونکو رسول اللہ صلعم نے بلایا وہ آئے تو
فرمایا کہ میری ماں بھی تمہاری ماں کے ساتھ ہے تب ایک
منافق نے کہا کہ کیا یہ بھی (آنحضرت صلعم) اوسی قدر اپنی
والدہ کے کام آتے جسقدر ملیکہ کے بیٹے اپنی ماں کی اور ہم ان کے پیچھے
(آنحضرت صلعم کے پیچھے ہیں پھر ایک جوان انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ
اور آپکے والدین کہاں ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اونکے لیے میں نے جو کچھ خدا سے
مانگا نہ وہ مجھکو دیگا (اور ایک روایت میں لفظ فیطعمنی ہے)
اور میں بیشک اوس روز مقام محمود میں کھڑا ہونگا انتہی ما فی الدر
اور اونہیں دلائل سے یہ حدیث ہے جو مسلم نے طریق حماد بن سلمہ سے
اور اونہوں نے ثابت اونہوں نے انس سے روایت کی کہ ایک شخص نے
کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا دوزخ میں جب وہ لوٹا

فی النار. قلت اما قولهم ان آیة ولا تسئل الخ نزلت
فی والدیه فمردود بابطال الاحتجاج بالحدیثین
الواردین فی ذلک کما قال السیوطی فی الدر
فی الحدیث الاول منهما قلت هذا مرسل ضعیف
الاسناد وقال فی الثانی منهما قلت والآخر معضل
الاسناد ضعیف لا تقوم به ولا بالذی قبله حجة
انتهی کلامه وقال هو ایضا فی حاشیته علی البیضاوی
عند تفسیر هذه الآیة قوله یعنی البیضاوی نهی
رسول الله صلعم عن حال ابویه قال الشیخ ولی الدین
العراقی لم اقف علیه فی حدیث. اقول ولنعم
فعل فانه لم یرد فی ذلک الا اثر معضل ضعیف
الاسناد فلا یعول علیه والذی یقطع به ان الآیة
فی کفار اهل الکتاب کالآیات السابقة علیها
والتالیة لها وقرر ذلک بابلغ تقریر فی مسالک
الحنفاء فی والدی المصطفی وقال الشیخ الشبراملسی
فی حاشیة المواهب فی مبحث ایمان امه صلعم
عند ذکر حدیث لیت شعری ثم رایت فی مسالک
الحنفاء للجلال الدین السیوطی ان حدیث
لیت شعری ما فعل ابوای فنزلت الآیة لم یخرج

تو پہر اوسکو بلا کر فرمایا کہ میرا اور تیرا باپ دونو دوزخ مین ہین مگر میرے
نزدیک اونکا قول کہ آیۃ ولا تسئل الخ والدین آنحضرت کے حق
مین اوتری ہی مردود ہی اسلیے کہ وہ دونون حدیثین جنسی حجت لائی گئی ہی
باطل ہین جیسا کہ سیوطی نی درمنثور مین متعلق حدیث اول کہا کہ
میرے نزدیک یہ مرسل ضعیف الاسناد ہی اور دوسری کی متعلق کہا
کہ یہ معضل الاسناد ضعیف ہی اس سی یا اس سی پہلی والی حدیث سی
کوئی حجت نہین قایم ہو سکتی کلام سیوطی تمام ہوا اور انہین نی اپنی
حاشیہ بیضاوی مین اس آیۃ کی تفسیر مین کہا کہ بیضاوی کا
یہ قول کہ آنحضرت صلعم اپنے والدین کا حال پوچھنے گئے تخریج ولی الدین
عراقی نی کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ کون حدیث ہی مین کہتا ہون
کہ کیا خوب کہا ہی کیونکہ اسکی متعلق کوئی حدیث بجز حدیث معضل
ضعیف الاسناد کی مروی نہین ہی اسکا اعتبار نہین اور جس سی
یقینی بات قطع ہوتی ہی وہ یہ ہی کہ یہ آیۃ آیات سابقہ اور بعد والی آیات
کی طرح کفار اہل کتاب کے حق مین ہی اور اسکی متعلق نہایت بلیغ
تقریر مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی مین کی گئی ہی اور شیخ
شبراملسی نی حاشیہ مواہب مین مبحث ایمان والدہ آنحضرت صلعم مین
حدیث لیت شعری کی ذکر مین کہا ہی کہ پہر مین نی مسالک
الحنفاء مصنفہ جلال الدین سیوطی مین دیکھا کہ حدیث لیت
شعری الخ یہ کسی معتمد حدیث کی کتاب مین نہین نکلی

في شيء من كتب الحديث المعتمدة وانما ذكره في
بعض التفاسير بسند منقطع لا يحتج به ولا يعول
عليه ثم ان هذا مردود بوجوه اخر من جملة الاصول
والبلاغة واسرار البيان انتهى ما ذكر في الحاشية
وفي رسالة عبد الحليم ابن حاتم بن عمر بن اسحاق
بن فريد بن ركن الدين ابن مبارك في بيان
اسلام ابوي النبي صلعم قال وحديث ياليت
شعري لم يصح في شيء من كتب الحديث مع انه
معارض لما اخرجه ابن الجوزي من حديث
علي مرفوعاً هبط جبرئيل علي فقال ان الله يقرئك
السلام ويقول اني حرمت النار على صلب انزلك
وبطن حملك وحجر كفلك انتهى واما قوله آية
ما كان للنبي الخ نزلت في حق ابويه فمردود بانها
نزلت في حق المشركين وسبب نزولها ان النبي صلعم
كان يستغفر لعمه ابي طالب وان بعض الصحابة
كان يستغفر لوالديه وهما مشركان اخرج البخاري
ومسلم واحمد بن ابي شيبة والنسائي وابن
جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم وابو الشيخ
وابن مردويه والبيهقي في الدلائل عن سعيد

بلکہ اسکو بعض تفسیروں میں بسند منقطع ذکر کیا ہے جس سے نہ کوئی
حجت لائی جا سکتی اور نہ وسپر خیال ہو سکتا ہے علاوہ برین
یہ کہی وجہوں سے منجملہ اصول وبلاغت واسرار بیان مردود
ہے مضمون مذکورہ حاشیہ ختم ہوا رسالہ عبد الحلیم بن حاتم
بن عمر بن اسحاق بن فرید بن رکن الدین ابن مبارک میں
جو بیان اسلام والدین آنحضرت صلعم میں ہے لکہا ہے کہ حدیث
یا لیت شعری کسی حدیث کی کتاب میں نہیں نکلی
علاوہ برین اوس حدیث کے معارض ہے جو ابن جوزی نے
حدیث علی سے مرفوعاً روایت کی کہ جبرئیل مجہپر اوترے اور
کہا کہ اللہ نے آپسے بعد سلام یہ کہا ہے کہ میں نے دوزخ حرام
کی اوس پشت پر جسنے تجکو اوتارا اور اوس شکم پر جسنے تجکو اوٹہایا
اور اوس گود پر جسنے پرورش کی انتہے لیکن اونکا یہ قول کہ آیت
ما کان للنبی الخ والدین آنحضرت صلعم کے بارہ میں اوتری
تو یہ مردود ہے کیونکہ یہ آیت مشرکین کے حق میں اوتری
جسکا شان نزول یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم اپنے چچا ابی طالب
کے لیے استغفار کرتے تھے ویسے بعض صحابہ بہی اپنے مشرک والدین
کے لیے استغفار کرتے تہے بخاری ومسلم واحمد وابن ابی شیبہ
ونسائی وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم
وابو الشیخ وابن مردویہ وبیہقی نے دلائل میں سعید

بن المسيب عن ابيه قال لما حضرت ابا طالب
الوفاة دخل النبي عنده الى ان قال لاستغفرن
لك مالم انه عنك فنزلت ما كان للنبي و روي
ذلك عن علي و عمر ابن دينار و محمد ابن كعب
القرظي و سعيد بن مسيب و القتادة و الحسن
و اخرج الطيالسي و ابن ابي شيبة و احمد و الترمذي
و النسائي و ابو يعلى و ابن جرير و ابن المنذر و ابن
ابي حاتم و ابو الشيخ و الحاكم و صححه ابن مردويه
و البيهقي في شعب الايمان و الضياء في المختارة
عن علي قال سمعت رجلا يستغفر لابويه وهما
مشركان فقلت تستغفر لابويك وهما مشركان
قال اولم يستغفر ابراهيم لابيه فذكرت ذلك
للنبي صلعم فنزلت ما كان للنبي و روي عن ابن
عباس من طريق علي ابن ابي طلحة انهم كانوا
يستغفرون لهم حتى نزلت و نحوه عن محمد بن كعب
فهذه صريحة في ان الاية نزلت في حق عمه
ابي طالب و حق غيره و الديه واما ما روي عن ابن
عباس من طريق عطية العوفي و عكرمة انها
نزلت في ابيه فقال السيوطي اولا بانه ضعيف

بن المسیب سے اونہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ
وقت وفات ابو طالب آنحضرت صلعم اونکے پاس گئے یہان تک
کہ آپنے فرمایا کہ مین تمہارے لیے استغفار کیے جاؤنگا جبتک روکا
نہ جاؤن تب آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی اور یہی علی
و عمر و ابن دینار و محمد بن کعب قرظی و سعید بن المسیب و قتادہ
و حسن سے روایت کی گئی اور طیالسی و ابن ابی شیبہ و احمد
و ترمذی و نسائی و ابو یعلی و ابن جریر و ابن منذر و ابن
ابی حاتم و ابو الشیخ و حاکم نے روایت کی جسکی تصحیح ابن مردویہ
نے کی اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور ضیاء نے مختارہ مین
حضرت علی سے کہ مین نے ایک مرد کو اپنے مشرک والدین کے حق مین
استغفار کرتے سنا تو کہا کہ کیا تم اپنے مشرک ماں باپ کیلیے
استغفار کرتے ہو تو اوسنے کہا کہ کیا حضرت ابراہیم نے اپنے باپ
کیلیے استغفار نہین کیا مین نے یہ بات آنحضرت صلعم سے ذکر کی تو
آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی اور حضرت ابن عباس سے
بروایت علی ابن ابی طلحہ مروی ہے کہ وہ لوگ اپنے آبا و اجداد
کیلیے استغفار کرتے تھے تب آیۃ اوتری اور ایسا ہی محمد بن کعب سے
مروی ہے پس یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ یہ آیۃ آنحضرت کے چچا
ابی طالب و غیرہ کے حق مین نازل ہوئی لیکن جو ابن عباس سے
بطریق عطیہ عوفی و عکرمہ مروی ہے کہ یہ آیۃ آپکے والد کے بارہ مین

معلول لان عطیة ضعیف وهو مخالف لروایة
علی ابن ابی طلحة المتقدم وعلی ثقة جلیل و
ردّ الثانی بان سنده ضعیف لا یعول علیه
وکذلک یرد بان الاحادیث المتقدمة مصرحة
بانها نزلت فی حق ابی طالب وغیره من المشرکین
واما حدیث بریدة الذی اخرجه ابن مردویه
وفیه انه علیه السلام مرّ علی قبر امه ثم
استأذن ان یستغفر لها فبکی الخ فانزل الله
ما کان للنبی فظاهره ان سبب نزول الآیة
قصة امه وهذا مردود لما تقدم ان الاحادیث
الکثیرة المشتهرة خرجت بان سبب نزولها قصة
عمه ابی طالب وما کانوا یستغفرون لآبائهم
المشرکین سوی آباء النبی واما الاستیذان فی الاستغفار
والنهی عنه فعلی تقدیر ثبوته فهو لا ینافی ثبوت
اسلامهما بل یمکن الجمع بینه وبین ما تقدم بان
استغفاره لهما ما کان لاجل الشرک بل استغفارا
مخصوصا کاستغفاره ان لا یکون علیهما عذاب
بالکلیة فنهی عن ذلک لاحتمال استحقاقهما
بعض عذاب تطهیرا کما یشیر الیه ما فی آیة

اوتری تو سیوطی نے کہا کہ اولاً تو یہ ضعیف معلول ہے کیونکہ عطیہ
ضعیف ہے نیز یہ روایت علی ابن ابی طلحہ کی مخالف ہے جو پہلے گذری
اور علی ثقہ جلیل ہیں اور دوسری کو اسطرح رد کیا کہ اسکی سند
ضعیف ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور ایسے ہی وہ روایتیں
کہ پہلی حدیثیں اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ یہ آیہ ابی طالب
و دیگر مشرکین کے حق میں اوتری لیکن بریدہ کی وہ حدیث جسکو
ابن مردویہ نے روایت کیا جسمیں ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی والدہ
کی قبر پر گذرے پھر اونکے لیے استغفار کی اجازت مانگی اور روئے تب
اللہ نے آیہ ما کان للنبی اوتاری پس ظاہر حدیث سے یہ ہے
کہ اس آیہ کا سبب نزول آپکی والدہ کا قصہ ہے اور یہ روایت مردود
ہے جیسا کہ گذرا کہ احادیث کثیرہ مشہورہ سے مروی ہے کہ اوسکا
سبب نزول آپکے چچا ابی طالب اور اون لوگوں کا قصہ ہے جو اپنے
آباء مشرکین کے لیے استغفار کرتے تھے بجز آباء نبی صلعم کے لیکن
استغفار کی اجازت مانگنا اور اوس سے منع کیا جانا اگر ثابت ہو
تو بھی اونکے ثبوت اسلام کو منافی نہیں بلکہ جمع بین الروایتین
یوں ممکن ہے کہ اونکے لیے آنحضرت کا استغفار بسبب شرک کے نہیں تھا
بلکہ اسلیے کہ اونپر بالکل عذاب نہ ہو مخصوص استغفار تھا
لہذا اس سے بوجہ احتمال استحقاق بعض عذاب تطہیر
روکے گئے جس کی طرف آیت و یطہرکم

اهل بيته ويطهركم تطهيرا الا انها اقرب من
اهل بيته وهذا العذاب لا ينافي الاسلام كعذاب
بعض عصاة المومنين فلما نهي عنه فلذلك علا
بكائه شفقة عليها من العذاب على ان في هذا
الحديث ان قبر امه صلعم بعسفان وهو على
مرحلتين من مكة ويخالفه حديث عايشة
ان قبرها بالحجون وهو بمكة ويخالفه ايضا رواية
ان قبرها بالابواء لما توفيت فيه وهو بين مكة والمدينة
والى المدينة اقرب واما ما فيه من عدم الاذن
وكذا في غيره من الاحاديث فيخالفه حديث عايشة
الذي رواه الطبراني بسنده عنها انه عليه السلام
نزل الحجون كئيبا حزينا فاقام به ما شاء الله عز وجل
ثم رجع مسرورا قال سالت ربي عز وجل فاحيا
لي امي فامنت بي وايضا رواه الخطيب عن
عايشة مرفوعا ورواه ابن شاهين عنها ذهبت
بقبر امي فسالت الله ان يحييها فاحياها الله
فامنت بي وردها الله قال ابن ناصر هو موضوع
وفي اسناده محمد بن زياد النقاش ليس بثقة
واحمد بن يحيى الحضرمي ومحمد بن يحيى الزهري

تطہیرا جو اہل بیت کے حق مین نازل ہوئی اشارہ
کرتی ہے اسلیے کہ وہ آپکے اہل بیت سے اقرب تہین اور یہ عذاب
منافی اسلام نہین جیسے بعض گنہگار مومنین کا عذاب
پس اس ممانعت کے سبب اونکی حال پر شفقت کے رونے مین آپکی
آواز بلند ہوگئی علاوہ اسکے اس حدیث مین ہے کہ آنحضرت
کی والدہ کی قبر عسفان مین ہے جو مکہ سے دو کوس ہے اسکی مخالف
حضرت عایشہ کی یہ حدیث ہوتی ہے کہ اونکی قبر حجون مین ہے
جو مکہ مین ہے اور اوسکی مخالف یہ روایت بھی ہے کہ اونکی قبر
ابوا مین ہے جہان وفات پائی اور وہ بیچ مین مکہ معظمہ و مدینہ
منورہ ہے بلکہ مدینہ سے قریب ہے لیکن اوس حدیث مین عدم
اجازت جو مذکور ہے پس اور حدیثون مین بھی تو اوسکی مخالف حضرت
عایشہ کی یہ حدیث ہے جو طبرانی نے اپنی سند سے اونسے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم حجون مین ملول غمگین اترے اور دیر تک ٹھہرے
رہے پھر خوش خوش پلٹے اور فرمایا کہ مین نے خدا سے سوال کیا اوسنے
میری والدہ کو میرے لیے زندہ کر دیا وہ مجھپر ایمان لائین خطیب نے
مرفوعا حضرت عایشہ سے اور ابن شاہین نے بھی اونسے روایت کی
کہ مین اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کر دینے کا سوال کیا
اوسنے اونکو زندہ کر دیا وہ مجھپر ایمان لاکر قبر مین واپس گئین ابن ناصر نے
کہا کہ یہ موضوع ہے اور اسکی اسناد مین محمد بن زیاد نقاش ہے

مجهولان قلت وقال ابن حجر في اللسان اما
محمد بن يحيى فليس بمجهول بل معروف
وقال في الميزان في ترجمة احمد بن يحيى
الحضرمي روى عن حرملة التجيبي وليّنه
ابن يونس واما النقاش فقال الذهبي
صار شيخ المقربين في عصره على ضعف فيه
وقد اطال في اللآلي الكلام على هذا الحديث
وقال الصواب بالضعف لا بالوضع وقد
الفت في ذلك جزءًا انتهى وايضا روى
ابو حفص ابن شاهين في كتاب الناسخ
والمنسوخ له بلفظ قالت عائشة حج بنا
رسول الله صلعم حجة الوداع فمرّ بي على عقبة
الحجون الى ان قالت ثم عاد وهو فرح متبسم
فقال ذهبت لقبر امّي فسألت ربي ان
يحييها فاحياها فامنت بي وصحح الحديث
جماعة ولكن يمكن الجمع بين حديث عائشة
واحاديث عدم الاذن بانه منع اولا ثم اجيبت
بعد ذلك وامنت به فيكون حديث عائشة
ناسخًا لما يخالفه من الاحاديث كما ذكره السيوطي

جو ثقہ نہین اور احمد بن یحیی حضرمی و محمد بن یحیی زہری یہ دونون
مجہول ہین مین نے کہا کہ ابن حجر نے لسان المیزان مین
لکھا ہے کہ محمد بن یحیی مجہول نہین بلکہ معروف ہی اور میزان مین
احمد بن یحیی حضرمی کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ حرملہ تجیبی سے
روایت کی اور اوسکو ابن یونس نے اعانت دی لیکن نقاش
تو ذہبی نے کہا کہ باوجود ضعف روایت کے وہ اپنی زمانہ مین
شیخ المقربین ہوے اور لآلی مین اس حدیث پر بہت بحث کی ہے
اور کہا کہ بہتر قائل ضعف ہونا ہے نہ قائل وضع ہونا اور
مین نے اس بارہ مین ایک جزو تالیف کیا ہے نیز ابو حفص
ابن شاہین نے کتاب ناسخ و منسوخ اپنی مین بلفظ روایت کی
کہ حضرت عایشہ نے کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلعم نے
حجۃ الوداع کیا اور عقبہ حجون پر گذری یہانتک کہ حضرت عایشہ نے
فرمایا کہ پھر آپ خوش خوش ہنستے لوٹے اور فرمایا کہ اپنی والدہ کی
قبر پر گیا اور خدا سے انکو زندہ کردینے کا سوال کیا اوسنے زندہ
کر دیا وہ مجھپر ایمان لائین اور ایک گروہ نے حدیث کی تصحیح کی
لیکن حضرت عایشہ کی حدیث اور دوسری حدیثون مین جو
دربارہ عدم اذن ہین جمع یون ممکن ہی کہ آنحضرت پہلے منع کیے گئے پھر
اونکی والدہ زندہ کی گئین اور وہ ایمان لائین تو حدیث حضرت
عایشہ اپنی مخالف حدیثون کی ناسخ ہوگی جیسا کہ سیوطی نے

في الرسالتين بقوله وقد جعل هؤلاء الائمة اي الذين
صححوا حديث عائشة هذا الحديث ناسخا للاحاديث
الواردة بما يخالف ذلك ولم يصرحوا على انه متأخر عنها
فلا اذا تعارض بينه وبينها فقول هؤلاء الائمة معتبر
وقول النافين لا يسمع لان المثبت مقدم على
النافي واما ما روى مسلم عن انس من حديث ان ابي
وأباك في النار فهو ما تنبهوا اصحابنا ان زيادة الثقة
فنسبته علم لفظها ورد مسلم من طريق حماد بن سلمة
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله اين
ابي قال في النار فلما قفى دعاه فقال ان ابي
وأباك في النار لم يتفق عليه الرواة وانما
ذكره حماد بن سلمة عن ثابت وقد خالفه
معمر عن ثابت فلم يذكر ان ابي وأباك في النار
ولكن قال له اذا مررت بقبر كافر فبشره بالنار
وهذا اللفظ لا دلالة فيه على والده صلى الله عليه وسلم
بامر البتة وهو اثبت من حيث الرواية فان
معمرا اثبت من حماد ثم قال وجدنا الحديث
ورد من حديث سعد بن ابي وقاص
بمثل لفظ رواية معمر عن ثابت عن انس

اپنے دو رسالوں میں یہ قول ذکر کیا ہے کہ ان
ان ائمہ نے جنہوں نے حدیث عائشہ کو صحیح مانا
اس حدیث سے اسکی مخالف حدیثوں کو اس لیے
منسوخ کہا ہے کہ وہ ان سے متاخر ہے لیکن ان دونوں میں
تعارض نہیں تو ان ائمہ کا قول معتبر ہو اور نفی کرنے والوں کا
قول غیر مسموع کیونکہ مثبت نافی پر مقدم ہے لیکن مسلم نے
انس سے جو روایت کی کہ ابی وأباک فی النار تو یہ
مذہب میں ہے کہ شاید اسکی عبارت آنحضرت صلعم کی نسبت
اوسکے خلاف ہے اور مسلم نے بطریق حماد بن سلمہ انس سے روایت کیا
کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے
فرمایا دوزخ میں جب وہ لوٹا تو پھر اسکو بلایا اور فرمایا کہ
میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہے یہ حدیث متفق علیہ نہیں ہے
اسے حماد بن سلمہ نے ثابت سے ذکر کیا اور معمر نے ثابت سے اسکے
مخالف یوں ذکر کیا کہ فلم یذکر ان ابی وأباک فی النار
لیکن اس سے یہ فرمایا کہ جب تجھے کسی کافر کی قبر پر گذر ہو تو اسکو
دوزخ کی بشارت دے اور یہی الفاظ جن میں آنحضرت صلعم کے والد
کسی طرح کوئی دلالت نہیں اور بحیثیت روایت اثبت ہے کیونکہ
معمر حماد سے اثبت ہے پھر کہا ہمنے ایک حدیث پائی جو سعد
ابن ابی وقاص سے مروی ہے وہ ویسی ہی ہے جیسی معمر نے ثابت سے انس سے

فروى البزار والطبراني والبيهقي من طريق
ابراهيم ابن سعد عن الزهري عن عامر
ابن سعد عن ابيه ان اعرابيا قال لرسول
الله صلعم اين ابي قال في النار قال فاين
ابوك قال حيث مررت بقبر كافر فبشره بالنار
وهذا الاسناد على شرط الشيخين فتعين
الاعتماد على هذا اللفظ وتقديمه على غيره
وقد زاد الطبراني والبيهقي في اخره قال
فاسلم الاعرابي بعد فقال لقد كلفني رسول
الله تعبا ما مررت بقبر كافر الا بشرته بالنار
انتهى وقال الشيخ ابن حجر في شرح الهمزية
ما ملخصه وحديث مسلم قال رجل
يا رسول الله اين ابي قال في النار فلما
قفا دعاه فقال ان ابي واباك في النار
واظهر تاويل عندي انه اراد بابيه عمه
ابا طالب لما تقرر ان العرب تسمي العم ابا
وقرينة المجاز فيه الاية الاتية الشاهدة
بخلافه على اصح محامليها عند اهل السنة
وان عمه الذي كفله بعد جده عبد المطلب

انس سے روایت کی پس بزار و طبرانی و بیہقی نے طریق ابراہیم
بن سعد سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عامر بن سعد سے انہوں
نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلعم سے
پوچھا کہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ میں کہا کہ اور آپکے
فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اسکو دوزخ کی بشارت
دے اور یہ اسناد بر شرط شیخین ہیں تو اس لفظ پر اعتماد اور
اسکی تقدیم اسکے غیر پر متعین ہوئی اور طبرانی و بیہقی نے اسکے
آخر میں یہ زیادہ کیا پھر اعرابی اسلام لایا اور کہا کہ مجھکو
رسول اللہ نے تکلیف دی فرمایا کسی کافر کی قبر پر میں نہیں گذرا
مگر اوسکو دوزخ کی بشارت دی انتہا اور شیخ ابن حجر نے شرح
ہمزیہ میں کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مسلم کی حدیث شریف کہ ایک
مرد نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ میں
میرے نزدیک ظاہر اس کی تاویل یہ ہے کہ آپ نے
ابیہ سے اپنے چچا ابو طالب کو مراد لیا اس لیے کہ
عرب چچا کو باپ کہتے ہیں اور اہل سنت کے نزدیک
قرینہ مجاز آئندہ آیت میں صحیح محمل پر اسکے خلاف
شاہد ہے اور چچا وہ تھے جنہوں نے عبد المطلب کے بعد
آپ کو پرورش کیا یعنی قبل آیت پر اس آیت وما کنا
معذبین نازل ہونے کے جیسا کہ مروی ہے

اوكان ذلك قبل ان ينزل عليه وما كنا
معذبين كما وقع انه سئل عن اطفال المشركين
فقال هم مع ابائهم ثم سئل عنهم فذكرانهم
فى الجنة انتهى ويمكن انه اراد بهذا النار
بالنسبة الى ابيه نار التطهير التى هى لبعض
عصاة المومنين وانما اطلقها تسلية لذلك
الرجل لما رأه غضبان فهو من باب التعريض
خشية ان يرتد ولا يلزم من ذلك الكفر واما
حديث امى مع امكما فهو ضعيف وتصحيح الحاكم
له رده فى الدرر بقوله وتعقبه الذهبى وايضا
قال عبد الحليم فى رسالة فى اسلام اباء الكرام
واما حديث امى مع امكما فضعفه الدار قطنى
فبين الذهبى ضعفه وحلف عليه يمينا
شرعيا انتهى على ان ذكر المعية فى النار لا يلزم
منه الكفر بل يتعين حمله على نار التطهير كما
تقدم ذلك فى حديث ان ابى واباك وهما
يرد ما ذكروه من الدلائل ايضا ما تقرر فى العلوم
الاصولية والكلامية باتفاق الاشاعرة من
ان اهل الفترة ناجون وانهم فى الجنة ومردود

آپ سے مشرکین کے لڑکون کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا
کہ وہ اپنے باپون کے ساتھ ہین پھر پوچھا گیا تو فرمایا کہ
وہ جنت مین ہین اور ممکن ہے کہ اس آگ سے جسے اپنی
والد کی طرف منسوب کیا نار تطہیر مراد لی ہو جو بعض گنہگار
مومنین کے لیے ہے اور یہ آپنے اوس شخص سے اوسے غضبناک
پاکر بطور تسلی کہا ہو بخوف اس اندیشے کے کہیں مرتد نہو جائے
اس سے کفر لازم نہین آتا لیکن حدیث امی مع
امکما تو یہ ضعیف ہے اور حاکم کی تصحیح کو درر مین
اپنے اس قول سے کہ وتعقبہ الذہبی رد کیا ہے
نیز عبد الحلیم نے اپنے رسالہ اسلام آبائہ الکرام مین
لکھا ہے کہ حدیث امی مع امکما کو دارقطنی نے
ضعیف کیا ہے اور ذہبی نے اوس کا ضعف
بیان کیا اور اوسپر قسم شرعی کہائی انتہی - علاوہ
اسکے ذکر معیت فی النار کفر کو لازم نہین بلکہ اسکا
قیاس نار تطہیر پر کیا جائے گا جیسا کہ حدیث ان
ابی وایاک مین گذرا اور راوں کے دلائل یون
رد ہوتے ہین کہ قواعد اصولیہ وکلامیہ مین
باتفاق اشاعرہ مقرر ہے کہ اہل فترت ناجی
اور جنتی ہین نیز اس طرح بھی کہ بنی آدم مین اصل

ايضاً بان الاصل في بني آدم الاسلام لوجهين
احدهما ان آدم مسلم وثانيهما قوله صلعم
ما من مولود يولد الا على فطرة الاسلام وهو
في قوله تعالى الست بربكم قالوا بلى وكذا في ذرية
نوح وابراهيم الاسلام لوجهين احدهما انهم
على فطرة الاسلام وثانيهما انهما مسلمان لا
ترى ان كل من ولد في قوم فهو على دينهم
حتى يثبت من الخارج خلافه فمن ولد في
المسلمين فهو مسلم ومن ولد في اليهود والنصارى
فهو منهم وهذا شائع الى زماننا هذا ويترتب
عليه الاحكام فمن تكلم بكفر اولاد المسلمين
فعليه اثبات الذي يعارض هذا الحكم
والتحقيق في ولد ابراهيم انهم على ملته
وما بعث اليهم رسول سوى اسمعيل وهو
على ملة ابيه وملته ما نسخت وباقية
الى زمن نبينا صلعم بل ملة نبينا هي ملة
ابراهيم لقوله تعالى ملة ابيكم ابراهيم هو
سمكم المسلمين وقوله اتبع ملة ابراهيم حنيفا

اسلام ہے بدو وجہ ایک یہ کہ حضرت آدم مسلم تھے
دوسرے یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی مولود
ایسا نہین جو فطرۃ اسلام پر نہ پیدا ہوتا ہو اور وہ
اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے کہ الست بربکم
قالوا بلی اور اسی طرح اولاد حضرت نوح و ابراہیم مین بہی
اسلام دو وجہون سے ہے ایک یہ کہ وہ لوگ فطرۃ اسلام
پر تھے دوسری یہ کہ وہ دونون مسلم تھے کیا تمکو یہ نہین معلوم
کہ جو کسی قوم مین پیدا ہو وہ اونہین کے دین پر ہے جب تک
بظاہر اوسکے خلاف ثابت نہ ہو تو جو شخص مسلمانون مین
پیدا ہوا وہ مسلم ہے اور جو یہود و نصاری مین پیدا ہوا
وہ اونہین سے ہے اور یہ ابتک شایع ہے اور اسی پر احکام
مترتب ہوتے ہین تو جو کوئی مسلمانونکی اولاد کی کافر ہونیکے
متعلق کہے وہ اس حکم کی خلاف ثابت کرے اور اولاد حضرت
ابراہیم کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ وہ اونکی مذہب پر تھی اور اونکی پاس
بجز حضرت اسمعیل کی کوئی رسول نہین بہیجا گیا اور وہ بہی
اپنے والد کی تبیع تہے اور اونکا مذہب منسوخ نہین ہوا ہمارے
حضرت کی زمانہ تک باقی رہا بلکہ آنحضرت کی ملت ملت ابراہیمی
تھی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ملۃ ابیکم الخ یا اتبع ملۃ ابراہیم الخ

سله کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون کہا سب نے ہان ہے ۱۲ سكه تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنا دیا ہے)
اوس نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے ۱۲ سكه پیروی کر مذہب ابراہیم کی جو شرک سے پاک ہے۔

فعلی هذا کلهم مسلمون الا من یثبت کفره
ولیسوا من اهل الفترة بل علی الفطرة
واما قولی منصوصة فلان النص ما ازداد
وضوحا علی الظاهر بمعنی فی المتکلم نحو قوله
تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الایة
فانه ظاهر فی الاطلاق ونص فی بیان العدد لانه
سیق الکلام لاجله کذا فی الحسامی علم منه
ان زیادة وضوح النص علی الظاهر بسوق
الکلام لاجل المعنی الظاهر من نفس الصیغة
ولا شك ان الکلام ههنا سیق لحصر العبادة
فی الله والاحسان الی الوالدین ومنه الدعاء
بالرحمة المامور به فی قوله وقل رب ارحمهما
وذلك هو الظاهر من لفظ الایة واما قولی
مفسرة فلان المفسر ما ازداد وضوحا علی
وجه لا یبقی فیه احتمال التخصیص والتاویل
کذا فی کتب الاصول فزیادة وضوحه علی النص
هو عدم احتماله التخصیص والتاویل فان الالف
واللام فی الوالدین للاستغراق بحسب هذه

اسلیے سب مسلمان تھے بجز اونکے جنکا کفر ثابت ہوا ہو
اہل فترت مین نہین تھے بلکہ فطرۃ پر تھے اور میرا قول یا
منصوصۃ اس لیے ہے کہ نص وہ ہے جو بنسبت ظاہر متکلم
معنًا وضاحت بڑہا ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد
کہ فانکحوا الایۃ پس یہ اطلاق مین ظاہر ہے اور بیان
عدد مین نص کیونکہ سیاق کلام اسی لیے ہے جیسا
کہ حسامی مین ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ وضوح
نص کی ظاہر پر زیادتی ہی سیاق کلام ہے کیونکہ
نفس صیغہ سے معنی ظاہر ہین اور بیشک یہانپر کلام
حصر عبادت فی اللہ واحسان الی الوالدین ودعا
رحمت کے لیے سیاق ہے جسپر وقل رب ارحمہما
مین حکم کیا گیا ہے اور یہی لفظ آیۃ سے ظاہر ہے
اور میرا قول مفسرۃ اس لیے ہے کہ مفسر وہ ہے
جو ایسی وضاحت بڑہا وے جس سے احتمال تخصیص
وتاویل باقی نہ رہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
تو نص پر اوسکی زیادہ وضاحت یہی عدم احتمال
تخصیص وتاویل ہے اور یہانپر احتمال تخصیص
وتاویل یہی نہین ہے کیونکہ والدین مین الف لام

لہ پس نکاح کرو تم جو تم کو بھلی معلوم ہوں عورتوں سے ۱۲

القاعدة الاصولية وهو قولهم لام التعريف
اما للعهد الخارجي والذهني واما لاستغراق
الجنس واما لتعريف الطبيعة لكن العهد
هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعريف الطبيعة
كذا في التوضيح فاذا لم يتحقق العهد يتعين
الاستغراق فيشتمل كل والدين فهو بحسب
ظاهره عام مستغرق لجميع افراده لكن فيه
احتمال التخصيص وارادة البعض فلما وردت
الاحاديث المصرحة باسلام الكل يتبين ان
المراد العموم وارتفع احتمال التخصيص والعام
يثبت فيه الحكم قطعا فتحقق قطعية دخول
كل ابائه في عموم وبالوالدين احسانا وقل
رب ارحمهما فان قيل اطلاق لفظ الوالدين
حقيقة انما هو على الطبقة الاولى وعلى ما فوقها
مجاز واستغراق اللفظ في حقيقته ومجازه
لا يصح قلنا استعمال اللفظ في حقيقته ومجازه
المتعارفين معا جائز عند الشافعي اذا لم يتنافيا
المعنيان فكيف اذا دل الدليل على ارادة
الكل واما عند ابي حنيفة فهو من باب عموم

یہ قاعدہ اصولی استغراقی ہے اور اصولیون کا یہ قول ہے
کہ لام تعریف یا عہد خارجی یا ذہنی کے لیے ہے یا
استغراق جنس یا تعریف طبیعت کے لیے لیکن عہد
اصل ہے پھر استغراق پھر تعریف طبیعت ایسا ہی توضیح
مین ہے لہذا جب لام عہد ثابت نہ ہوگا تو لام استغراق
مقرر ہوگا جو کل والدین کو شامل اور بظاہر عام اور
اوسکے کل افراد کو مستغرق ہوگا لیکن اوسمین احتمال تخصیص
وارادہ بعض باقی رہیگا پس جب احادیث مصرحہ سبکے اسلام
کے متعلق وارد ہونگی تو یہ ثابت ہوگا کہ عموم مراد ہے اور
احتمال تخصیص نہ رہ جائیگا اور عام مین حکم قطعا ثابت ہوگا
پس وبالوالدین انکے عموم مین کل آباء واجداد کا
داخل ہونا قطعی طور پر متحقق ہے اگر یہ کہا جاے کہ لفظ والدین
کا اطلاق طبقہ اولی پر حقیقۃً اور اوسکے مافوق پر مجازا ہے
اور استغراق لفظ حقیقت ومجاز مین ایک ساتھ صحیح نہین تو
ہم کہین گے کہ لفظ کا استعمال اپنے حقیقت ومجاز متعارف
مین ایک ساتھ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اگر دونون
معنی ایک دوسرے کے منافی نہون پس کیون نہ ہو
جب دلیل ارادہ کل پر دلالت کرے لیکن امام ابو حنیفہ
کے نزدیک وہ باب عموم مجاز سے ہے اگر کہا جائے

المجاز فان قيل يحتمل ان الالف واللام ههنا
بدل المضاف اليه وان المعنى ولوالديكم
احسانا وقل رب ارحم والدى فكيف يكون
للاستغراق قلنا فعلى هذا الوالدان مضاف
الى الضمير المبدل عنه الالف واللام فهما لا
تكون عهدية واستغراقيا كما قال الچلپى في
حاشية البيضاوى في سورة ابراهيم الاضافة
كلام التعريف تكون عهدية وجنسية فحيث
لا عهد تحمل على الاستغراق انتهى فحملها
على الاستغراق يكفي فيه عدم ظهور العهد
فكيف اذا دلت الدليل على ارادة الاستغراق
فثبت الاستغراق والعموم من هذا الوجه
ايضا وحكم العام المحتمل الخصوص عند
بعض العلماء الوقف حتى يظهر ما يدل على
ارادة العموم والخصوص فهو عنده مجمل
كما ذكره البزدوى فالوالدان ههنا يكون مجملا
في ان المراد كل السلسلة او بعضها فالدلائل
المثبتة للاستغراق بينت المراد وفسرت
الاجمال وصارت الاية قطعية من هذا الوجه

کہ یہان پر الف ولام بدل مضاف الیہ کو محتمل ہے
جسکے معنی یہ کہ ولوالدیکم الخ لہذا استغرق کیلیے
کیسے ہوگا تو ہم کہین گے کہ اس حالت مین والدان
ضمیر مبدل عنہ کی طرف مضاف ہوگا لام تعریفی اور
اضافت دونون عہدی و استغراقی ہوسکتے ہین جیسا کہ
چلپی نے حاشیہ بیضاوی مین سورۃ ابراہیم مین کہا کہ
اضافت لام تعریف کی طرح عہدی و جنسی بھی ہوتی
ہے تو جہان عہد نہین وہان استغراق پر محمول ہوگی انتہی
تو حمل استغراقی مین عدم ظہور عہد کافی ہے جب دلیل
ارادۂ استغراق پر دلالت کریگی تو استغراق وعموم
اس وجہ سے بھی ثابت ہوگا اور حکم عام محتمل خصوص
بعض علما کے نزدیک توقف ہے جبتک وہ چیز جو
ارادۂ عموم وخصوص پر دلالت کرتی ہے ظاہر ہوجاے
پس بعض کے نزدیک مجمل ہے جیسا کہ بزدوی نے
ذکر کیا تو والدان یہان مجمل ہوگا اس امر مین کہ مراد
کل یا بعض سلسلہ ہے پس دلائل مثبتہ استغراق نے
مراد ظاہر کردی اور اجمال کی تفسیر کردی اور اس
وجہ سے بھی قاعدۂ اصولی کے موافق یہ آیۃ
قطعی ہوگئی عنایہ مین ہے کہ خبر واحد جب بیان

ایضاً بحسب القاعدة الاصولية قال في العناية
خبر الواحد اذا لحق بياناً للمجمل كان الحكم بعده
مضافاً الى المجمل دون البيان انتهى ـ
اما قولي محكمة في اسلام والدي النبي صلعم الى
آدم فلان المحكم ما ازداد قوة واحكم المراد
منه عن التبديل والتبديل لا تكون الا بالنسخ
ولا نسخ ههنا في حق الوالدين فان قوله
وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما لفظ عام
وقد تقدم ان المراد استغراق افراد الوالدين
الى آدم ثم انه مع ذلك عام في الوالدين
المسلمين والكافرين وقد كانت الصحابة
يستغفرون لآبائهم الكفار وكذلك استغفر صلعم
لعمه ابي طالب حتى نزلت ما كان للنبي الخ
وآية وما كان استغفار وا ستغفر لهم او
لا تستغفر لهم فهذه الآيات صارت ناسخة
لطلب الرحمة للكافرين من الآية الاولى
ولكن بسبب ورود النسخ اشتبه على النبي صلعم
المراد من وقل رب ارحمهما في حق والديه
بالخصوص وحكمه باق في حقهما لكونهما مسلمين

مجمل کے لاحق ہو تو حکم اوس کے بعد مجمل کی طرف
مضاف ہوگا نہ بیان کی طرف انتہی لیکن میرا
یہ قول کہ محکمة فی اسلام الخ یہ اس لیے ہے
کہ محکم وہ ہے جس کے معنی زوردار ہوں اور مراد قوی
اوس سے تبدیل سے اور تبدیل بغیر نسخ ناممکن اور نسخ
یہاں پر حق والدین میں ہی نہیں کیونکہ جناب باری کا
ارشاد وبالوالدین الخ لفظ عام ہے اور اوپر گذر چکا
کہ افراد والدین کا استغراق آدم تک مراد ہے علاوہ
اس کے یہ والدین مسلمین وکافرین میں عام ہے صحابہ اپنے
آباء کفار کے لیے استغفار کیا کرتے تھے آنحضرت صلعم نے
بھی اپنے چچا ابوطالب کے لیے استغفار کیا تو آیات
ما کان استغفار اور استغفر لہم او لا
تستغفر لہم نازل ہوئیں تو یہ آیتیں کفار کے
حق میں استغفار کرنے کے لیے پہلی آیة سے ناسخ
ہوئیں لیکن بسبب ورود نسخ آنحضرت پر یہ امر مشتبہ
ہوا کہ قل رب ارحمهما سے اونکے والدین
ہی کے حق میں خصوصاً مراد ہے اور اوس کا حکم
اون کے حق میں بوجہ اون کے مسلمان ہونیکے
باقی ہے یا عدم اسلام سے منسوخ ہوا تو یہ آیتیں

او منسوخ بعدم اسلامهما فصارت الآيات
في حقهما مجملة ولهذا الاشتباه كان صلعم يقول
ياليت شعري ما فعل ابواي على تقدير ثبوته
فبعد ذلك اخبر صلعم باسلامهما فزال اجمال
هذه الآية وصارت محكمة في اسلامهما۔

الفصل الثاني اعلم انه قال صلعم ولدت
من نكاح لا من سفاح السفاح هو الزنا في
رد المحتار حاشية در المختار قوله صلعم ولدت
من نكاح لا من سفاح اي لا من زنا والمراد
به نفي ما كانت عليه الجاهلية من ان المرأة
تسافح رجلا مدة ثم يتزوجها او قد استدل
بالحديث المذكور في الفتح ايضا ووجهه انه صلعم
سمى ما وجد قبل الاسلام من انكحة الجاهلية
نكاحا ولا يقال انه فيه اساءة ادب لاقتضا
ئه كفر الابوين الشريفين مع ان الله احياهما له
وامنا به كما ورد في حديث ضعيف لانا نقول
ان الحديث اعم بدليل رواية الطبراني وابي نعيم
وابن عساكر خرجت من نكاح ولم اخرج من
سفاح من لدن ادم الى ان ولدني ابي وامي

اون کے حق مین مجمل ہو گئین اسی اشتباہ سے آنحضرت
فرمایا کرتے تھے کہ کاش یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے
والدین کے ساتھ کیا ہوا بر تقدیر یا اونکے ثبوت کے
پھر جب آنحضرت کو اونکے اسلام کی خبر دیگئی تو اوس آیہ کا اجمال
جاتا رہا اور یہ آیۃ اونکے ثبوت اسلام کے لیے مضبوط ہوگئی

دوسری فصل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ
مین نکاح سے پیدا ہوا نہ سفاح سے۔ سفاح یعنی زنا ردالمحتار
حاشیہ درمختار مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا نہ سفاح سے یعنی نہ زنا سے اس سے مراد رسم جاہلیت
کی نفی ہے وہ یہ کہ عورت مرد سے ایک مدت تک ملتی تھی
پھر نکاح کر لیتی تھی اور فتح مین بھی اسی حدیث سے استدلال
کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے نکاحہای جاہلیت
قبل اسلام کا نکاح نام رکھا یہ نہ کہا جائیگا کہ بوجہ اقتضا
کفر والدین آنحضرت صلعم اسمین بے ادبی ہے حالانکہ اللہ نے
اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے جیسا کہ
حدیث ضعیف مین ہے اسلیے کہ ہم کہین گے کہ حدیث عام ہے
بدلیل روایت طبرانی و ابی نعیم و ابن عساکر کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا زنا سے نہین ہوا آدم سے اب تک حتی کہ میرے
ماں باپ نے مجکو پیدا کیا سفاح جاہلیت سے مجھے بالکل

لم يصبهما من سفاح الجاهلية شيء انتهى
فينبغي للعاقل ان يتيقن ان ليس في هذه
السلسلة الشريفة كافر لان الكفر اشد من
الزنا فاذا لم يكن فيها الزنا فكيف يكون الكفر
وايضا الاسلام يعلي شرافة النسب كما ذكر
الفقهاء وقد خفي ذكر اسلامهما بين المتأخرين
وكان مستورا عن المتقدمين اذ العلم نور
يقذفه الله في القلوب فاجمع رسالات
في هذا الباب وابدع مقالات جمعت فيها
السؤال والجواب رسائل الشيخ جلال الدين
السيوطي فانه كتب في هذه المسألة ست
رسائل وبسط فيها المقالات والدلائل فقال
السيوطي اولا في الديباجة الرسالة الثالثة
هذا ثالث مؤلف الفته في مسئلة والدي
رسول الله صلعم وهو اخصرها واوجزها فاقول
ذهب جمع كثير من الائمة الاعلام الى انهما
ناجيان ومحكوم بهما بالنجاة في الاخرة وهم
اعلم الناس باقوال من خالفهم وقال بغير
ذلك ولا يقصرون عنهم في الدرجة ومن

نکاح نہین۔ تو عقلمند کو یقین کرنا چاہیے کہ اس سلسلہ شریفہ
مین کوئی کافر نہین کیونکہ کفر زنا سے سخت ہے جب زنا نہ ہوگی
تو کفر کیسے ہوگا نیز یہ کہ اسلام شرافت نسب بڑھاتا ہے جیسا کہ
فقہا نے ذکر کیا اور اون کے اسلام کا ذکر متاخرین
مین پہیلا متقدمین سے پوشیدہ تہا کیونکہ علم ایک
نور ہے جسکو اللہ قلوب مین ڈالتا ہے تو اس بارہ
مین شیخ جلال الدین سیوطی کے بطور سوال وجواب
نہایت جامع رسالے ہین اور اونہون نے اس
مبحث مین مدلل و بسیط چھہ رسالے لکھے اور اولاً
تیسرے رسالہ کے دیباچہ مین لکھا کہ مسئلہ والدین
رسول اللہ صلعم مین یہ میری تیسری مختصر مفید تالیف
ہے پس مین کہتا ہون کہ بہت سے مشہور ائمہ
اس طرف گئے ہین کہ وہ دونون ناجی ہین اور
اونکی آخرت مین نجات پانے کا حکم دیا گیا ہے
اور وہ لوگ مخالفین کے اقوال سب سے زائد
جانتے تھے اور اون سے درجہ مین کم نہین ہین
اور اون سے زیادہ کون آثار و احادیث کا حافظ
اور دلائل مستدلہ کا ناقد ہے کیونکہ وہ لوگ تمام
علوم کے جامع اور فنون پر حاوی ہین خصوصاً

احفظ الناس للاحاديث والآثار ومن انقد
الناس للادلة التي استدل بها اولئك
فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون
من الفنون خصوصاً الاربعة التي يستمد
منها هذه المسئلة فانها مبنية على ثلاث
قواعد كلامية واصولية وفقهية وقاعدة
رابعة مشتركة بين الحديث واصول الفقه
مع ما يحتاج اليه من سعة الحفظ في الحديث
وصحة النقد له وطول الباع في الاطلاع
على اقوال الائمة وجمع متفرقات كلامهم
فلا يظن بهم انهم لم يقفوا على الاحاديث
التي استدل بها اولئك معاذ الله بل
وقفوا عليها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها
بالاجوبة المرضية لا يردها منصف واقاموا
لما ذهبوا اليه ادلة كالجبال الرواسي انتهت
الديباجة ثم قال فيها وقد اختلف القائلون
بالنجاة على سُبُل –

السبيل الاول انهما لم تبلغهما الدعوة
لانهما كانا في زمن فترة عم الجهل فيها اهل

وہ چار فن جن سے اس مسئلہ مین مدد لی جاتی ہے
پس وہ مبنی ہے تین قواعد کلامیہ و اصولیہ
و فقہیہ پر اور چوتھا قاعدہ حدیث و اصول
فقہ مین مشترک ہے مع اون چیزون کے جن کی
حدیث شریف کی وسعت کے ساتھ حفظ
کرنے اور صحت نقد اور اقوال ائمہ پر
جو کچھہ اطلاع ہو اوس پر طویل بحث کرنے
اور اون کے متفرق کلام جمع کرنے مین ضرورت
ہے تو اون پر یہ گمان نہین ہو سکتا کہ معاذ اللہ
وہ اون احادیث مستدلہ سے واقف نہین تھے
بلکہ واقف تھے اور اوسکی دشواریون مین غوطہ
کیا اور بجوابات مرضیہ اوس کے جوابات
دیے تھے جن کو کوئی منصف رد نہین کر سکتا
اور جس امر کی طرف گئے اوس پر نہایت مضبوط
دلائل قائم کیے دیباچہ تمام ہوا پھر کہا کہ
قائلین نجات نے کئی طریقون سے اختلاف
کیا ہے –

پہلی سبیل – یہ کہ اونکو دعوت نہین پہونچی کیونکہ
وہ اوس زمانہ فترت مین تھے جبکہ مشرق و مغرب والون

المشرق والمغرب فلم يكن اذ ذاك احد
يبلغ الدعوة على وجهها مع انهما قبضتا في
حداثة السن ولم يبلغا سنا يحتمل الوقوف
على الاخبار والفحص عنها بالاسفار فان الوالد
عاش نحو ثمان عشرة سنة والوالدة عاشت
نحو العشرين مع كونها مخدرة وحكم من
لم تبلغه الدعوة باتفاق الائمة الشافعية
من الفقهاء والائمة الاشاعرة من اهل
الكلام والاصول الفقه انه يموت ناجيا
ويدخل الجنة نص على ذلك الامام الشافعي
انتهى قلت اصول الاشاعرة ان من مات
ولم تبلغه الدعوة يموت ناجيا واما الماتريدية
فان مات قبل مضي مدة يمكنه فيه التامل
ولم يعتقد ايمانا ولا كفرا فلا عقاب عليه
بخلاف ما اذا اعتقد كفرا ومات بعد المدة
غير معتقد شيئا نعم البخاريون من الماتريدية
وافقوا الاشاعرة وحملوا قول الامام لا عذر
لاحد في الجهل بخالقه على ما بعد البعثة
واختاره المحقق ابن الهمام في التحرير لكن

جہل پہیل گیا تہا اور کوئی ایسا بہی نہ تہا جو تبلیغ
دعوت کرتا علاوہ اسکے اون کی وفات شروع
جوانی میں ہو گئی اونکی عمر اتنی ہوئی نہیں جو وہ خبرون
سے واقف ہوتے یا سفر کرکے تلاش کرتے اسلیے
کہ آپکے والد کی اٹہارہ اور والدہ کی تقریبا بیس
سال کی عمر ہوئی باوجود اون کے مخدرہ ہونے کے
اور جس کو دعوت نہ پہونچی وہ باتفاق ائمہ فقہاے
شافعیہ و اشاعرہ اہل کلام و اصول فقہ ناجی ہے
اور جنت میں داخل ہوگا اسپر امام شافعی دلیل لاتے
ہین انتہی اور اصول اشاعرہ یہ ہین کہ جو بحالت دعوت
نہ پہونچنے کے مرے وہ ناجی ہے لیکن ماتریدیہ کے
نزدیک اگر اتنی مدت گذرنے سے پہلے جسمین تامل ممکن
تہا مرگیا اور نہ ایمان کا معتقد ہوا نہ کفر کا تو اوس پر
عذاب نہیں بخلاف اوس کے جو کفر کا معتقد ہوا او
کچہہ مدت کے بعد بلا کسی اعتقاد کے مرگیا البتہ
بخاریہ جو ماتریدی ہی ہین اشاعرہ کے موافق ہین
اور امام کے قول کو حمل کیا ہے کہ کسی کا عذر جہالت
خدا کی نسبت بعد البعثت چل نہیں سکتا اور محقق ابن
ہمام نے اسے تحریر مین اختیار کیا ہے لیکن یہ وہ [illegible]

هذا فی غیر من مات معتقد الکفر فقد صرح
النووی والفخر رازی بان من مات قبل البعثة
مشرکا فهو فی النار وعلیه حمل بعض المالکیة
ما صح من الاحادیث فی تعذیب اهل الفترة
بخلاف من لم یشرک منهم ولم یوحد بل بقی
عمره فی غفلة من هذا کله ففیهم الخلاف وبخلاف
من اهتدی منهم لعقله کقس ابن ساعدة وزید
ابن عمر ابن نفیل فلا خلاف فی نجاتهم وعلی هذا
فالظن فی کرم الله تعالی ان یکون الوالدا صلعم
من احد هذین القسمین بل قیل ان ابائه
کلهم موحدون لقوله تعالی وتقلبك فی
الساجدین لکن رواه ابو حیان فی تفسیره
بانه قول الرافضة ومعنی الایة وترددك
فی تصفح احوال المتهجدین فافهم وفی مناقب
الکردی من مات علی الکفر ابیح لعنه الا
والدی رسول الله لثبوت ان الله احیاهما
له حتی امنا به فی شرح الهمزیة لابن حجر
الهیتمی قوله لثبوت ان الله احیاهما یعنی
لثبوت ذلك فی حدیث ذکره غیر واحد

جو معتقد کفر نہ مرے نووی و فخر رازی نے تصریح کی ہے
کہ جو کوئی قبل بعثت مشرک مرا وہ دوزخی ہے اور یہی
بعض مالکیہ کا قیاس ہے بوجہ اون احادیث صحیح کے
جو تعذیب اہل فترت کے متعلق ہیں بخلاف اوسکے
جو نہ مشرک ہوا اور نہ موحد اور عمر غفلت میں کٹی اوسکے
متعلق البتہ اختلاف ہے یا وہ لوگ جنہوں نے اپنی
عقل سے ہدایت پائی جیسے قس ابن ساعدہ و زید
بن عمر بن نفیل تو انکے نجات میں اختلاف نہیں اسی لیے
خدا کے کرم سے یہ امید ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین
بھی انہیں کسی قسم میں ہونگے بلکہ کہا گیا ہے کہ آپکے
کل آبا موحد تھے کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے
کہ وتقلبك فی الساجدین لیکن ابو حیان نے
اپنی تفسیر میں اسکو رافضیہ کا قول کہہ کے رد کیا ہے اور معنی
آیۃ یہ کہے ہیں کہ تمہارا تردد تہجد گزاروں کی حالات پر نظر
کرنے میں اور مناقب کردی میں ہے کہ حالت کفر میں مرنے والے
پر لعنت مباح کی گئی بجز والدین آنحضرت کے اس ثبوت سے کہ
اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے
شرح ہمزیہ ابن حجر ہیتمی میں ہے کہ قولہ لثبوت ان اللہ
احیاهما یعنی بوجہ اسکے حدیث سے ثبوت کہ جسکو ایک سے زیادہ

من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه وهو
ان الله احياهما فامنا به خصوصية لهما ومحل
كون الايمان لا ينفع بعد الموت في غير الخصوصية
وقد صح انه عليه السلام ردت عليه الشمس
بعد مغيبها فعاد الوقت حتى صلى العصر اداءً
كرامة له فكذا هذا انتهى واحياء الوالدين بعد
موتهما لا ينافي كون النكاح كان في زمان الكفر
ولا ينافي ايضا ما نسب الى الامام في الفقه الاكبر
ولا ما في صحيح المسلم وكون الايمان عند المعاينة
غير نافع فكيف بعد الموت فذلك في غير الخصوصية
التي اكرم الله بها نبيه صلعم وقال العلماء الايات
والاحاديث ناسخة لكل ما خالفها من الاحاديث
في مسلم وغيره وقد مضى على هذه المسئلة
جماعة اخرهم امام الحفاظ ابن حجر العسقلاني
انتهى ما قال السيوطي۔
السبيل الثاني۔ ان الله احياهما له
فامنا به وذلك في حجة الوداع وقد مال الى
هذا السبيل طائفة كثيرة من الائمة وحفاظ
الحديث واستندوا من حديث عائشة اخرجه

حفاظ نے ذکر کیا ہے اور جسنے اسمین طعن کیا اوسکی طرف متوجہ
نہین ہوے اور وہ یہ کہ اللہ نے اونکو زندہ کیا اور وہ ایمان لاے
یہ اونکی لیے خصوصیت تہی اور وہ محل جہان پر ایمان بعد موت
نافع نہین خصوصیت کے علاوہ ہی اور بیشک صحیح ہوا آنحضرت پر
آفتاب بعد غروب کے وکیا گیا اور وقت لوٹ آیا اور آپنے
نماز عصر پڑہی تو جیسے وہ آپکی بزرگداشت کیلیے ہوا ویسے
یہ ہی اور حیات والدین بعد موت نکاح زمانہ کفر کی منافی
نہین اور نہ اوسکے منافی جو فقہ اکبر مین امام کی طرف
منسوب کی گئی اور نہ اوسکی جو صحیح مسلم مین ہے اور ایمان کا
وقت معاینہ غیر نافع ہونا تو پہر بعد موت کیسے ہو سکتا ہے
تو یہ اوس خصوصیت کی علاوہ ہے جس سے اللہ تعالے نے
اپنے نبی صلعم کو بزرگ کیا اور علمانے کہا کہ آیات و احادیث
اون کل باتونکی ناسخ ہین جسکے مخالف حدیثین مسلم وغیرہ مین
ہین اور اس مسئلہ پر ایک جماعت گذری جنکے آخر امام حفاظ
ابن حجر عسقلانی ہین۔ قول سیوطی تمام ہوا۔
دوسری سبیل۔ یہ کہ اللہ نے اونکو آنحضرت صلعم کیلیے
زندہ کیا اور وہ اونپر ایمان لاے اور یہ واقعہ حجۃ الوداع مین
ہوا اور اسکی طرف بہت سے ائمہ و حفاظ حدیث مائل
ہوے ہین اور حدیث حضرت عائشہ سے استناد کیا ہے

الأئمة وجعلوه ناسخًا لما خالفه من الأحاديث
ونصوا على أنه متأخر عما خالفه وقد أيد بعضهم
بالقاعدة التي اتفق عليها الأمة أنه ما أوتي
نبي من الأنبياء معجزة إلا وأوتي نبينا صلعم
مثلها وقد أحيا الله لعيسى الموتى من قبورهم
ولموسى قتيل بني إسرائيل ولم ينقل عن
نبينا من ذلك غير هذه القصة فلا بد أن تكون له
السبيل الثالث ـ أنهما كانا على التوحيد
ودين إبراهيم كما كان على ذلك طائفة من
العرب كزيد ابن عمرو ابن نفيل وقس ابن ساعدة
وغيرهما ومشى على هذا الطريق الإمام فخر الدين
الرازي وزاد أن آباء النبي كلهم إلى آدم على التوحيد
لم يكن فيهم مشرك انتهى ومؤيد هذا القول
أحاديث منها ما أخرج البيهقي والطبراني وأبو نعيم
عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم إن الله
خلق الخلق فاختار من الخلق بني آدم واختار
من بني آدم العرب واختار من العرب مضر
واختار من مضر قريش واختار من قريش بني هاشم
واختارني من بني هاشم فأنا من خيار إلى خيار

جسکو ائمہ نے روایت کیا اور اوسے اونکی مخالف حدیثوں کا
ناسخ کیا اور اس امر پر دلیل لائے کہ وہ اپنی مخالف سے متاخر ہے اور
بعض نے اوسکی تائید اوس قاعدہ سے کی ہے جسپر امت متفق ہوئی ہے
جو یہ ہے کہ کسی نبی کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جو آپکو نہ دیا گیا ہو اللہ نے
عیسے علیہ السلام کے لیے مردون کو قبرسے اور موسی علیہ السلام کے
لیے قتیل بنی اسرائیل کو زندہ کر دیا اور ہمارے حضرت سے ایسا
کوئی معجزہ بجز اسکے منقول نہیں لہذا ضرور ہے کہ ایسا ہوا ہے
تیسری سبیل - یہ کہ وہ توحید و دین ابراہیمی پر تھے
جسپر اکثر اہل عرب تھے جیسے زید ابن عمر بن نفیل
وقس بن ساعدہ وغیرہ اور اسی طرف امام فخر الدین
رازی گئے ہین اونہون نے اتنا اور کہا ہے کہ آبا
نبی صلعم حضرت آدم تک سب موحد تھے کوئی مشرک
نہ تھا اور اس قول کی موید حدیثین ہین جن مین سے
یہ ہے جو بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے حضرت ابن
عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے
خلق کو پیدا کیا اور اوس مین بنی آدم کو اختیار
کیا اور بنی آدم سے عرب اور عرب سے مضر
اور مضر سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم
اور بنی ہاشم سے مجکو تو مین بہتر سے بہترین ہون -

واخرج البیهقی عن محمد بن علی ان رسول
الله صلعم قال کذا واخرج البیهقی والطبرانی
وابو نعیم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلعم
ان الله قسم الخلق قسمین فجعلنی فی خیرهما
قسما ثم جعل القسمین اثلاثا فجعلنی فی خیرها
ثلثا ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلنی فی خیرها
قبیلة ثم جعل القبائل بیوتا فجعلنی فی خیرها
بیتا واخرج البیهقی وابن عساکر من طریق مالک
عن الزهری عن انس ان النبی صلعم قال ما
افترق الناس فرقتین الا جعلنی الله فی خیرهما
فاخرجت من بین ابوی فلم یصبنی شیء من
الجاهلیة وخرجت من نکاح ولم اخرج من
سفاح من لدن آدم حتی انتهیت الی ابی
وامی فانا خیرکم ابا واخرج الترمذی وحسنه و
البیهقی وابو نعیم عن العباس بن عبد المطلب
قال قال رسول الله صلعم ان الله حین خلقنی
جعلنی من خیر خلقه ثم حین خلق القبائل
جعلنی من خیرهم قبیلة وحین خلق الانفس جعلنی
من خیر انفسهم ثم حین خلق البیوت جعلنی من خیر بیوتهم

اور بیہقی نے محمد بن علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
ایسا ہی فرمایا اور بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ نے خلق کو دو قسمون پر تقسیم
کیا اور مجھکو بہترین قسم مین کیا پھر دونون کا ثلث کیا اور مجھ
اون مین بہتر ثلث مین مجھکو رکھا پھر اونکے قبائل بنائے
اور مجھکو بہترین قبیلہ مین رکھا پھر قبائل کے گھر بنائے اور مجھکو
بہترین گھر مین رکھا اور بیہقی و ابن عساکر نے بطریق مالک
زہری سے اور اونہون نے انس سے روایت کی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ فرقہ فرقہ ہوتے گئے اور
بہترین فرقہ مین مجھکو اللہ نے رکھا یہانتک کہ مین اپنے
ماں باپ سے پیدا ہوا اور مجھکو جاہلیت کی کسی چیز سے
لگاؤ نہین اور مین نکاح سے ہوا نہ زنا سے آدم سے لیکر
اپنے ماں باپ تک سو مین تم لوگون سے نسب مین اچھا
ہون اور ترمذی نے روایت کی اور بیہقی نے اس روایت کو
حسن قرار دیا اور ابو نعیم نے عباس بن عبد المطلب سے
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے جب مجھکو پیدا کیا تو
بہترین خلق مین رکھا پھر جب قبائل پیدا کیے تو بہترین
قبیلہ مین رکھا اور جب نفسون کو پیدا کیا تو بہترین نفوس مین
رکھا پھر جب گھرون کو پیدا کیا تو بہترین گھرون مین رکھا

واخرج البخاري عن ابي هريرة ان رسول
الله صلعم قال بعثت من خير قرون بني آدم
قرنا فقرنا حتى بعثت من القرن الذي كنت فيه
واخرج ابو نعيم من طرق عن ابن عباس قال
قال رسول الله لم يزل ينقلني من الاصلاب
الطيبة الى الارحام الطاهرة مصفى مهذبا
لا تنشعب شعبتان الا كنت في خيرهما واخرج
مسلم والترمذي عن واثلة ابن الاسقع قال
قال رسول الله ان الله اصطفى من ولد
ابراهيم اسمعيل واصطفى من اسمعيل بني كنانة واصطفى من
بني كنانة قريشا ومن قريش بني هاشم واصطفاني
من بني هاشم واخرج ابن سعد عن ابي صالح
عن ابن عباس قال قال رسول الله خير العرب
مضر وخير المضر بنو عبد مناف وخير بني عبد مناف
بنو هاشم وخير بني هاشم بنو عبد المطلب والله
ما افترق فرقتان منذ خلق الله آدم الا كنت
في خيرهما واخرج البيهقي والطبراني في الاوسط
وابن عساكر عن عائشة قال قال رسول الله قال لي
جبرئيل قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا

اور بخاری نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ میں بہترین قرون بنی آدم میں قرناً بعد قرن بھیجا گیا
ہوا یہانتک کہ اوس قرن میں مبعوث ہوا جس میں کہ ہوں
اور ابو نعیم نے کئی طریقوں سے ابن عباس سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں ہمیشہ اصلاب طیبہ سے
ارحام طاہرہ میں مصفے و مہذب منتقل ہوتا رہا اور جب
دو شاخیں ہوئیں تو میں بہتر شاخ میں ہوا اور مسلم و ترمذی نے
واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ اللہ نے اولاد ابراہیم میں اسمعیل اور اولاد اسمعیل میں بنی کنانہ
اور بنی کنانہ میں قریش اور قریش میں بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں
مجھکو برگزیدہ کیا اور ابن سعد نے ابی صالح سے اونہوں نے
ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
بہترین عرب مضر اور بہترین مضر بنو عبد مناف اور بہترین
بنو عبد مناف بنو ہاشم اور بہترین بنی ہاشم بنو عبد المطلب ہیں
اور خدا کی قسم آدم کے وقت سے ابتک جب کبھی دو گروہ
ہوئے تو میں بہتر گروہ میں ہوا کیا اور بیہقی و طبرانی نے
اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جبرئیل
نے کہا کہ میں روے زمین پر پھرا مگر کسی کو

افضل من محمد صلعم ولم اجد بني اب افضل من
بني هاشم واخرج ابن عساكر عن ابي هريرة قال
قال رسول الله صلعم ما ولدتني بغي قط منذ خرجت
من صلب آدم ولم تنازعني الامم كابرا عن كابر
حتى خرجت من افضل حيين من العرب
هاشم وزهرة كذا في الخصائص انتهى فهذه
الاحاديث مصرحة بالاصطفاء والافضلية لكل
طبقة كان صلعم فيها من آدم الى ابويه فهم
كلهم مسلمون لما تقرر انه لا يتحقق الا باسلامهما
ومن جملة هذه الاحاديث حديثا الصحيحين البخاري
ومسلم وان مثلهما غيرهما في التنزيه لاشتراكهما
في المعنى كحديث ابن عباس ما بين نوح وآدم
من الآباء وكانوا مسلمين او على الاسلام وكحديث
علي وابن عباس ما خلت الارض من بعد
نوح الخ وغيرهما من الاحاديث المصرحة باسلام
الآباء انتهى وايضا ذكر السيوطي في سبيل الرابع
دليلا آخر حيث قال ثم وجدت له ادلة قوية ما بين عام
وخاص فالعام مركب من مقدمتين احدهما الحديث
البخاري وثانيهما الحديثان اللذان على شرط الشيخين

محمد صلعم سے اور بنی ہاشم سے کسی قبیلہ کو افضل نہ پایا اور ابن عساکر نے
ابی ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھکو ہرگز کبھی
بدکار عورت نے پیدا نہیں کیا جب کہ مین پشت آدم سے نکلا اور ہمیشہ
امتین ایک دوسرے سے جھگڑتی رہین یہانتک کے مین بہترین
قبائل عرب ہاشم و زہرہ سے ظاہر ہوا جیسا کہ خصائص الکبری
مین ہے انتہے پس حضرت آدم سے اپنے والدین تک جس جس
طبقہ مین آپ تشریف لائے ہر طبقہ کی فضیلت و بزرگی
یہ حدیثین شاہد ہین تو وہ سب مسلمان تھے چنانچہ مسلم ہو چکا
کہ یہ امر بغیر اونکے اسلام کے ثابت نہین ہو سکتا اور منجملہ
ان حدیثون کے دو حدیثین صحیح بخاری و مسلم کی ہین اور
ویسی ہی اور بھی تنزیہ مین چند وسنکے معنون مین مشترک ہونیکے
جیسے ابن عباس کی حدیث کہ درمیان آدم و نوح کے آبا
مسلمان تھے یا اسلام پر تھے یا جیسے علی و ابن عباس کی
حدیث کہ ما خلت الارض الخ وغیرہ جو اسلام
آبا کی تصریح کرتی ہین انتہے سیوطی نے سبیل رابع مین ایک
دلیل اور بھی یہ ذکر کی ہے کہ اور مین نے اوسکے لیے قوی
دلیلین مابین عام و خاص پائی ہین پس عام دو مقدمون سے
مرکب ہین ایک حدیث بخاری اور دوسری
اون دو حدیثون سے جو بر شرط شیخین ہین

وحصل النتيجة منها ان كل السلسلة العالية
على التوحيد انتهى ملخصاً فهذه النتيجة ايضاً
لحقت الاية بياناً بمقتضى القاعدة الاصولية التي
تقدمت فثبت ان هذه السلسلة مسلمة مرحومة
لان كل السلسلة ثبت من وبالوالدين احساناً
بحيث الاستغراق واسلامهما ثبت من وقل
رب ارحمهما فان قيل كيف يتوجه اليه هذه الخطابات
مع ان ابويه وقت نزولها كانا ميتين فلم يبلغا عنده
الكبر ولم يتحقق التربية عنهما فلا يصدق فيه
فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة - اقول لو كان
كذلك لزم ان كل من كان ابواه ميتين لا يتوجه
وبالوالدين احساناً وقل رب ارحمهما والدعاء بالرحمة
لهما من الاحسان فلو لم يتوجه هذه الخطابات
الى من مات ابواه لا يحسن ومن الاحسان طلب الرحمة
لهما وليس فليس فيتحقق ان هذه الخطابات عامة
يتعلق لكل ما يليق به فقوله ان لا تعبدوا الا
اياه يتعلق بالمومن والكافر وان مات ابواهما والاحسان
بالوالدين وطلب الرحمة لهما يتعلق بالمومنين

نتیجہ اوس سے یہ حاصل ہوا کہ پورا سلسلہ عالیہ توحید پر تھا انتہی تو یہ نتیجہ
بھی بیان آیت میں اوس قاعدہ اصولیہ کے مقتضی سے جو بیان ہو چکا
لاحق ہوا تو ثابت ہوا کہ یہ سلسلہ مسلمہ مرحومہ ہے کیونکہ پورا سلسلہ
بحیثیت استغراق وبالوالدین احساناً سے اور اونکا
اسلام وقل رب ارحمہما سے ثابت ہوا اگر یہ کہا
جائے کہ یہ خطابات آپکی طرف کیسے منسوب ہونگی درانحالیکہ
آپکے والدین نزول آیت کے قبل وفات پاچکے تھے
اور بوڑہے نہیں ہوے تھے اور نہ تربیت اونسے ثابت
ہوئی تھی تو ہمیں آیۃ فلا تقل لہما اف الخ صادق نہ آویگی
میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا ہوتا لازم آتا کہ جسکے ماں باپ
مرجاتے اوسکو وبالوالدین الخ پر توجہ نہ دلائی جاتی
حالانکہ دعاے رحمت اونکے لیے احسان ہے اگر
یہ خطابات اوسکی طرف نہ متوجہ ہوتے جسکے ماں باپ
مرگئے تو وہ اون سے احسان نہ کرتا جو اون کے لیے
طلب رحمت ہے اور جب یہ نہیں تو وہ نہیں لہذا ثابت
ہوا کہ یہ خطابات عام ہیں اور ہر شخص سے جو اسکے لائق ہو
متعلق لہذا ارشاد ان لا تعبدوا الخ مومن وکافر سے
متعلق ہے اگرچہ اونکے ماں باپ مرچکے ہوں اور
احسان بالوالدین وطلب رحمت مومنین سے متعلق

وان مات ابواهم ما لم يمنع منه كفرهما
ولا تقل لهما اف ولا تنهرهما واخفض لهما جناح
الذل يتعلق بمن ابواه حيان انتهى ـ

الفصل الثالث ـ واذا علمت هذا
فنقول ما فى الفقه الاكبر ان والدا صلعم ماتا
على الكفر فهو مدسوس على الامام ويدل عليه
ان النسخ المعتمدة ليس فيها شيء من ذلك
وقال ابن حجر المكى فى فتاواه والموجود فيها
ذلك لابى حنيفة محمد بن يوسف البخارى لا لابى
حنيفة النعمان ابن ثابت الكوفى وعلى تسليم ان
الامام قال فمعناه انهما ماتا فى زمن الكفر
وهذا لا يقتضى اتصافهما به ـ قلت ليس العجب
من الالحاق فان الاشتراك فى الكنى ثابت لما
فى القاموس ابو حنيفة كنية عشرين من الفقهاء
اشهرهم امام الفقهاء النعمان رضى الله عنه
فيمكن ان يلحق احد منهم هذه ايضاً كما
لحق اكثر المسائل وطعنوا المخالفين بقلة
الباع ومن اشتراك الكنية وقعوا فى
الشك فخبطوا وتخبطوا ونسبوا المسئلة

اگرچہ اونکے ماں باپ مرچکے ہوں جبتک اوس سے
مانع اونکا کفر نہ ہو اور ولا تقل لہما الخ اوس شخص سے
متعلق جبتک ماں باپ زندہ ہوں ۔

تیسری فصل جب تمکو یہ معلوم ہوگیا تو اب
ہم کہتے ہیں کہ فقہ اکبر میں جو یہ ہے کہ والدین آنحضرت صلعم
کفر پر مرے تو یہ امام پر مدسوس ہے اس دلیل سے
کہ نسخہاے معتمدہ میں یہ کچھ نہیں ہے ابن حجر کی اپنے
فتاوے میں کہتے ہیں کہ یہ ابی حنیفہ محمد ابن یوسف
بخاری کا قول ہے نہ ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا
اور اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ یہ امام کا قول ہے
تو اوسکے معنی یہ ہیں کہ وہ زمانہ کفر میں مرے اور اوسکے
کافر ہونیکا مقتضی نہیں انتہی میرے نزدیک کچھ عجب
نہیں اگر یہ قول ملا دیا گیا ہو کیونکہ کنیت میں اشتراک
ثابت ہے چنانچہ قاموس میں ہے کہ ابو حنیفہ بیس
فقہا کی کنیت ہے سب میں زیادہ مشہور امام الفقہا
نعمان رضی اللہ عنہ کی تو ممکن ہے کہ اون میں سے
کسی نے اسے بھی ملا دیا ہو جیسے کہ اکثر مسائل ملا دیے
ہیں اور مخالفین نے نا سمجھی سے طعن کیا ہے اور کنیت مشترک
ہونیکی وجہ سے شک میں پڑگئے اور خبط میں پڑکر دونو کو خبط

الى الامام الاعظم وفى الواقع ليس من
الامام كما نصوا عليه الاعلام - واقول ايضا
لا يمكن ان يكون هذا القول لابى حنيفة
رضى الله عنه فانه تقدم اقساما من الحديث
على القياس وان كان ضعيفا بل تقدم اقوال
الصحابة على رائه كما ذكره الشيخ عبد الحق
فى فتح المنان انه رضى الله عنه تقدم اقساما
من حديث على القياس ويعمل بالحديث
وان كان ضعيفا كحديث القهقهة والتوضى
بالنبيذ مع ما فيهما من الضعف والالتباس
وجوز نسخ الكتاب بالمشهور من الحديث
والمأثور والعمل بالمراسيل من غير توقف وتاويل
ولا يعمل بالقياس الا اذا كانت علته منصوصة
وان القياس شبه وطرد فانهما مردود عنده
وغير مقبول كما تحقق فى كتب الاصول وهو
يوجب تقليد الصحابة ويخص اقوالهم بالعمل
والاصابة وقال الامام المجتهد عبد الله
بن المبارك سمعت ابا حنيفة يقول ما جاء
عن رسول الله صلعم من الاحاديث فعلى

ڈالدیا اور مسئلہ کو امام اعظم کی طرف منسوب کر دیا ہے
حالانکہ وہ بھی امام کا قول نہیں جیسا کہ بزرگوں نے
خبر دی ہے میرے نزدیک بھی ممکن نہیں کہ یہ امام صاحب کا
قول ہو کیونکہ اونہوں نے بہت سی اقسام حدیث کو
اگرچہ ضعیف ہوں قیاس پر مقدم کیا بلکہ اقوال صحابہ کو
اپنی رائے پر ترجیح دی جیسا کہ شیخ عبد الحق نے فتح المنان
میں ذکر کیا کہ امام صاحب اقسام حدیث کو قیاس پر
مقدم کرتے تھے اور حدیث پر اگرچہ ضعیف ہو عمل
کرتے تھے جیسے قہقہہ یا نبیذ سے وضو کرنیکی حدیثیں
حالانکہ یہ ضعیف ومشکوک ہیں اور آیت کے حدیث ماثور
مشہور سے منسوخ ہونے اور احادیث مرسل پر
عمل کرنے کو بلا توقف وتاویل جائز رکھتے تھے اور
قیاس پر عمل نہ کیا جاسکتا جب تک علت منصوص
نہ ہو قیاس شبہ وطرد وہ اون کے نزدیک مردود
وغیر مقبول ہے جیسا کہ کتب اصول میں ہے
اور امام صاحب تقلید صحابہ کو واجب اور اونکے
اقوال کو صحیح و درست جانتے ہیں امام المجتہد عبد اللہ
ابن مبارک نے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ کو یہ کہتے سنا
کہ جو حدیثیں رسول اللہ صلعم سے آویں وہ ہمارے سر

والعين وما جاء من الصحابة من الآثار
فكذلك مختار بلا شك وريب لكن اذا جاء
من التابعين فنحن وهم سواء ونزاحمهم
في البحث وكنا النحن طالبين ونقل عن الشيخ
فضيل بن عياض انه قال قال ابو حنيفة اذا
جاء حديث اتبعه وان جاء عن الصحابة
وقدماء التابعين ايضا اتبعهم واقتدي والا
اجتهد وقال الحافظ محمد بن حزم الظاهري
ان اصحاب ابي حنيفة كلهم متفقون على
ان الحديث وان كان ضعيفا اقدم واولى
من الاجتهاد انتهى وفي خيرات الحسان
قال ابن حزم جميع الحنفية متفقون على
ان مذهب ابي حنيفة ان ضعيف الحديث عنده
اولى من الرأي فتأمل هذا الاعتبار بالاحاديث
وعظم جلالتها وموقعها عنده ومن تقديم العمل
بالاحاديث المرسلة على العمل بالرأي انتهى -
وفي مقدمة ابن الصلاح وشرح الفية الحديث
قال ابو عبيد الله بن منده انه اي عن ابي داود
انه يخرج الاسناد الضعيف اذا لم يجد في الباب

آنکھوں پر اور جو حدیثیں صحابہ سے آویں تو انکو بھی بلاشک
ہم اختیار کرتے ہیں لیکن جب تابعین سے آوینگی
تو وہ اور ہم برابر ہیں ہم انسے بحث کرکے طالب حق
ہونگے اور شیخ فضیل بن عیاض فرماتے تھے کہ ابوحنیفہ کا
قول ہے کہ جب حدیث آئیگی تو ہم اوسکی متابعت
کرینگے اور اگر صحابہ وقدیم تابعین سے ہوگی تو بھی
اوسکی متابعت کرینگے ورنہ اجتہاد کرینگے اور حافظ
محمد بن حزم ظاہری نے کہا کہ اصحاب ابی حنیفہ اسپر
متفق ہیں کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو وہ اجتہاد سے
مقدم وبہتر ہے انتہی - اور خیرات الحسان میں ہے
کہ ابن حزم نے کہا کہ کل حنفیہ اسپر متفق ہیں کہ ابوحنیفہ
کے نزدیک حدیث ضعیف رائے سے بہتر ہے تو
دیکھو کہ امام صاحب حدیث کا کسقدر اعتبار وتعظیم
کرتے تھے اور اسی لیے انہوں نے احادیث مرسل
عمل کو عمل بالرائے پر مقدم کیا انتہی - اور مقدمہ ابن
صلاح وشرح الفیۃ الحدیث میں ہے کہ ابو عبید اللہ
بن مندہ نے اونسے یعنی ابی داود سے روایت کرکے
کہا کہ وہ اسناد ضعیف کو بھی جب اوس باب میں
سوا اوسکے کچھ نہیں ہوتا تو روایت کرتے ہیں اور وہ

غيره وانه اقوى عنده من آراء الرجال واختلف
العلماء في الاحتجاج بالمرسل فذهب مالك بن
انس وابو حنيفة النعمان بن ثابت الى الاحتجاج
به انتهى وقال النووي في مقدمة شرح صحيح مسلم
مذهب مالك واحمد وابي حنيفة واكثر
الفقهاء انه يحتج به وفي تدريب الراوي شرح
تقريب النواوي وفتح المغيث شرح الفية الحديث
وللامام احمد ضعيف الحديث احب اليه من
راي الرجال لانه لا يعدل الى القياس الا بعد
عدم النص فثبت ان القول باسلامهما بل
باسلام كل آباء الكرام هو بعينه مذهب الامام
القائل بعدم اسلامهما عملا بالوصية فان
قيل كيف غفل الامام عن هذه الآية وقال
ما قال وهو من اكبر المجتهدين - اقول
على التقدير لتسليم هذا القول عنه لعل لم
يبلغه الاحاديث اللاحقة للآية المبينة
لعمومها واجمالها ولنسخ ما نسخ منها
وتفسيرها واحكامها لان الاحاديث
كانت متفرقة في الصحابة والتابعين

اونکے نزدیک آدمیون کی راے سے قوی ہے اور
علما نے حدیث مرسل سے حجت لانے مین اختلاف
کیا ہے امام مالک بن انس وابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے
نزدیک تو اوس سے حجت لینا چاہیے نووی نے مقدمہ
شرح صحیح مسلم مین لکھا کہ مالک واحمد وابی حنیفہ واکثر
فقہا کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے حجت لانا چاہیے
اور تدریب الراوی شرح تقریب النواوی فتح المغیث
شرح الفیۃ الحدیث مین ہے کہ امام احمد کے نزدیک
حدیث ضعیف آدمیون کی راے سے بہتر ہے اسلیے
کہ وہ جبتک نص ہو قیاس کی طرف نہین جاتے تھے لہذا
ثابت ہوا کہ اسلام ابوین بلکہ کل آبا کرام کا قائل ہونا
بھی بعینہ اوس امام کا مذہب ہے جو اون کے
عدم اسلام کا قائل ہے عملاً بالوصیۃ اب اگر یہ کہا جاے
کہ امام اس آیت سے غافل ہو کر کیسے یہ کہہ بیٹھے
حالانکہ وہ سب سے بڑے مجتہد تھے تو مین کہونگا کہ اگر
یہ مان لیا جاے کہ یہ قول اونکا ہے تو شاید اونکو
وہ حدیثین نہین پہنچین جو آیۃ مذکورہ کے عام او
مجمل ہونے پر شامل ہین اور اون مین سے بعض منسوخ
اور مختلف التفسیر والاحکام ہین اسلیے کہ حدیثین صحابہ و تابعین

المتفرقين في اقطار البلاد ولم تزل تجتمع شيئًا
فشيئًا كما روي عن الامام مالك رضي الله عنه
لما قال له هارون الرشيد اني عزمت ان احمل
الناس على الموطأ كما حمل عثمان الناس على
القرآن فقال لا سبيل الى ذلك لان اصحاب
رسول الله صلعم افترقوا بعده في الامصار فحدثوا
فعند اهل كل مصر علم وروي عن غير مالك
نحو ما لمالك على ان الخطأ غير مستحيل على المجتهد
كما هو مشهور ان المجتهد يخطئ ويصيب وعلى
تقدير ثبوت ان هذه المسئلة قالها الامام
يمكن انه رجع عن هذا القول كما رجع عن اقوال له
الاخر وذلك مقتضى الاجتهاد وهو ماجور
في ذلك ولم يذكرها في رسالة وصية في مرضه
ولا ذكرها الامام الطحاوي في العقيدة التي
ترجمها ببيان اعتقاد ابي حنيفة وابي يوسف
ومحمد بن الحسن وكذلك نسخ الفقه الاكبر
مختلفة فهذه العبارة توجد في البعض
ووالدا محمد صلعم ماتا على الايمان وفي
بعضها ليس فهذه قرائن تقوي احتمال

متفرق تھین جو مختلف شہرون مین متفرق تھے اور شیئًا
کچھ نہ کچھ جمع ہوئین چنانچہ امام مالک رض سے جب
ہارون رشید نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ لوگون کو
موطا پر متفق کرون جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے
لوگون کو قرآن پر متفق کیا تو امام مالک نے کہا
کہ ایسا نہین ہو سکتا کیونکہ صحابہ رسول اللہ صلعم
اونکے بعد شہرون مین متفرق ہو گئے اور حدیثین
بیان کین تو ہر شہری کے پاس ایک علم ہے اور
غیر مالک سے ایسا ہی کچھ مروی ہے علاوہ اسکے
مجتہد سے خطا دشوار نہین مجتہد کا خطا و صواب کرنا
مشہور ہے اور اگر یہ مان لیا جاے کہ یہ امام کا قول ہی ہو
تو ممکن ہے کہ اونہون نے اس قول سے بھی اور
قولون کی طرح رجوع کی ہو اور یہ مقتضاے اجتہاد ہے
جس مین وہ ماجور ہین اور اس کو اپنے رسالہ وصیت مین
جو بحالت مرض لکھا تھا نہ ذکر کیا اور نہ امام طحاوی نے
کتاب مسمے بہ عقیدہ مین ذکر کیا ہے جو بیان عقائد
ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن حسن مین ہے اسی طرح
نسخہ ہای فقہ اکبر مختلف ہین یہ عبارت بعض مین تو پائی جاتی
ہی کہ والدین آنحضرت ایمان پر مرے اور بعض مین نہین تو یہ قر

ان هذه العبارة ليست من نسخة الامام
بل لعلها ادخلت -

الفصل الرابع وما قال ملا علي القاري

في شرح فقه الاكبر عند قول الامام الاعظم
ووالدا رسول الله صلعم ماتا على الكفر هذا
رد على من قال انهما ماتا على الايمان او
على الكفر ثم احياهما الله فماتا على الايقان
وقد افردت لهذه المسألة رسالة مستقلة
ودفعت ما ذكره السيوطي في رسائله الثلاثة
في تقوية هذه المقالة بالادلة الجامعة المجتمعة
من الكتاب والسنة والقياس واجماع الامة ومن
غريب ما وقع في هذه القضية انكار بعض الجهال
من الحنفية على ما في بسط هذا الكلام بل اشار
الى انه غير لائق بمقام الامام وهذا بعينه كما قال
الضال جهم ابن صفوان وددت ان احك من المصحف
قوله تعالى ثم استوى على العرش واشارة الضال
الآخر وهو احمد بن ابي داؤد القاضي الى الخليفة المامون
ان يكتب على ستر الكعبة ليس كمثله شيء وهو العزيز الحكيم
وقول الرافضي الاكبر انه بريء من المصحف الذي فيه نعت

اس احتمال کو قوی کرتے ہین کہ یہ عبارت امام کے
نسخہ کی نہین ہے بلکہ شاید داخل کردی گئی ہے -

چوتھی فصل - ملا علی قاری نے جو شرح فقہ اکبر مین

امام اعظم کے اس قول پر کہ آنحضرت صلعم کے والدین
کفر پر مرے - کہا کہ یہ اوسپر رد ہے جو اسکا قائل ہے
کہ وہ ایمان یا کفر پر مرے پھر اونکو اللہ نے زندہ کیا
اور وہ ایقان پر مرے اور مین نے اس مسئلہ پر ایک مستقل
رسالہ لکھا ہے جسمین سیوطی کے وہ اقوال جو اونہون نے
اسکی تقویت مین ذکر کیے ہین دلائل جامعہ مجتمعہ کتاب
و سنت و قیاس و اجماع امت سے دفع کیے ہین اور
اس قضیہ مین جو عجیب بات واقع ہوئی وہ یہ ہے
کہ بعض جاہل حنفیہ اس کے منکر ہین بلکہ یہ کہتے ہین
کہ یہ امام کے لائق نہین یہ بعینہ ویسے ہے جیسے
جہم بن صفوان گمراہ نے کہا کہ مین قرآن شریف سے
ثم استوى على العرش کو مٹا دینا پسند
کرتا ہون یا دوسرے گمراہ احمد بن ابی داؤد قاضی
کا خلیفہ مامون رشید سے اشارہ کہ پردہ کعبہ پر
ليس كمثله الخ کہا جائے یا رافضی اکبر کا قول
کہ مین اوس قرآن سے بیزار ہون جس مین صفت

الصدیق الاکبرؓ انتہی کلامہ وایضاً فی شرحہ
علی المشکوٰۃ عند ہذا الحدیث وعن ابی ہریرۃ
قال زار النبی قبر امہ فبکی وابکی من حولہ فقال
استاذنت ربی ان استغفر لہا فلم یؤذن لی و
استاذنتہ ان ازور قبرہا فاذن لی واغرب
ابن حجر حیث قال ولعل حکمۃ عدم الاذن فی
الاستغفار لہا اتمام النعمۃ علیہ باحیائہا لہ
بعد ذلک علی ان تصیر من اکابر المومنین او
لامہال علی احیائہا لتومن بہ فتستحق الاستغفار
الکامل حینئذ انتہی وفیہ ان قبل الایمان
لایستحق الاستغفار مطلقا ثم الجمہور علی
ان والدیہ ماتا علی الکفر وہذا الحدیث
اصح ما ورد فی حقہما واما قول ابن حجر وحدیث
احیائہما حتی امنابہ ثم توفیا حدیث صحیح
وممن صححہ الامام القرطبی والحافظ ابن ناصر الدین
فعلی تقدیر الصحۃ لایصلح ان تکون معارضا
لحدیث مسلم مع ان الحفاظ ضعفوا فیہ ومنعوا
جوازہ ایضاً بان ایمان الباس غیر مقبول
اجماعاً کما یدل علیہ الکتاب والسنۃ والایمان

صدیق اکبر ہو کلام اونکا ختم ہوا۔ اور ایسا ہی کچھ اونکی شرح
مشکوٰۃ مین بہی ہے اس حدیث کے متعلق (ابی ہریرہ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت
کی پھر روئے اور جو آپکے ساتھ تھے اونکو رولایا پھر فرمایا کہ مین نے خدا سے
اونکے لیے مغفرت چاہی تو مجھکو اجازت نہ دیگئی پھر زیارت قبر کی اجازت
مانگی جو دیگئی) کہا اور نہایت عجیب ابن حجر کا یہ قول ہو کہ شاید
آنحضرت صلعم کو استغفار کی اجازت نہ دینے مین حکمت ہو کہ
آپ پر اون دونون کے زندہ کر دینے کی وجہ سے اتمام نعمت ہو تا کہ
وہ اکابر مومنین سے ہو جائین یا اسلیے توقف کیا جائے کہ وہ زندہ
ہو کر ایمان لائین اور استغفار کامل کے مستحق ہون اور یہ ایسا ہے کہ قبل
ایمان استغفار کا مطلقاً مستحق نہیں ہوتا ہے پھر اس بات پر جمہور
متفق ہین کہ والدین آنحضرت صلعم کفر پر مرے اور یہ حدیث
اون حدیثون سے جو انکے حق مین وارد ہوئین زائد صحیح ہے
اب ابن حجر کا یہ قول کہ اونکے زندہ ہو کر ایمان لانے پھر وفات
پانیکی حدیث صحیح ہے اور اسکے صحیح ماننے والون میں سے
امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین ہین اگر صحیح بہی ہو تو
حدیث مسلم کے معارض نہین ہو سکتی باوجود اسکے کہ
حفاظ نے تاویل کی ہے اور ناجائز ہی قرار دیا کیونکہ
ایمان یاس اجماعاً مقبول نہین جیسے کتاب و سنت دال ہین اور نیز اسلیے

المطلوب من المكلف انما هو الايمان الغيبي
وقد قال تعالى ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه
وهذا الحديث الصحيح صريح ايضا في رد ما ثبت
بعضهم بانهما كانا من اهل الفترة ولا عذاب
عليهم مع اختلاف في المسئلة انتهى اقول
غلو علي القاري في هذه المسئلة شطط فانه
مع ان ذلك اهانة صريحة لرسول الله
وسوء ادب في جنابه لما رجح الحافظ السيوطي
اقوال القائلين باسلامهما بالدلائل فمع ما
ذكره من الخلاف لم يبق لدعويه الاجماع محل
واما قوله بالكتاب والسنة فحاله ان منهما
ما هو ضعيف لا يقوم به الحجة ومنهما ما هو
ماول ومحمول على خلاف ظاهره ومنهما ما هو
منسوخ فما بقي فيهما احتجاج كما حققت بعضه
ههنا ودريت بتحقيقها في رسائل السيوطي
ومن طالبها فليراجع اليها قوله بالقياس
فلا ادري ما المراد منه غير ان بعض ما ورد
في بعض اهل الفترة وقد تحقق في موضعه
ان اهل الفترة مختلف فيهم والجمهور على نجاتهم

مطلوب من المکلف ایمان غیبی ہے اللہ تعالی نے فرمایا
ولو ردوا الخ اور یہ حدیث صحیح اس امر کی صریح رد ہین
جسکو بعض نے ثابت کیا کہ وہ اہل فترت سے تہے اور
اہل فترت پر عذاب نہین مع اختلاف مسئلہ انتہی۔
مین کہتا ہون کہ اس مسئلہ مین علی قاری کا غلو برا ہی کیونکہ
اس مین رسول اللہ صلعم کی صریحی اہانت اور اونکے
حضور مین بے ادبی ہے جب حافظ سیوطی نے اقوال
قائلین اسلام کو بدلائل ترجیح دی تو باوجود ذکر خلاف کے
بہی اون کے دعوے اجماع کے لیے محل باقی نہین رہا
اب علی قاری کا یہ قول کہ بالکتاب والسنۃ
تو اس کا حال یہ ہے کہ اون مین سے بعض ضعیف ہین
جنسے حجت قائم نہین ہو سکتی اور بعض ماول اور خلاف
ظاہر پر محمول اور بعض منسوخ ہین تو اوس سے احتجاج
باقی نہین جن مین سے بعض کی تحقیق مین نے رسائل سیوطی
سے کی جو اوس کا طالب ہو وہ اوس مین دیکہے۔
اب علی قاری کا یہ کہنا کہ بالقیاس تو مین نہین
جانتا کہ اس سے کیا مراد ہے بجز اس کے کہ بعض بعض
اہل فترت کے نسبت وارد ہوئین اور یہ بات مقرر
ہو چکی کہ اہل فترت کے بارہ مین بہی اختلاف ہے جمہور اونکی نجات پر ہین

ولبعضهم على انهم يمتحنون فى الآخرة مع ان
هذين الوالدين تقرر وتحرر انهما من اهل الفطرة
لا الفترة فبطل القياس وزال الالتباس ومما
اغرب غرابة على القارى فى كلام ابن حجر اما
لم يحكى له ان ابن الحجر فى نظره كرامة النبى صلعم
ما اقتضى حسن ظنه بشان الابوين فوجهه توجيهاً
كاد وجيهاً واما قوله قبل الايمان لا يستحق
الاستغفار فليس له حاصل اذا اهل الفترة
عند الجمهور ناجون وكونهم اهل الفترة لا يمنع
الاستغفار لهم بل هم اليه احوج من غيرهم
كما اشار اليه ابن حجر بقوله فى حق امه عليها السلام
ودعوى الجمهور على موت ابويه على الكفر ايضاً
كدعاويه السابقة لان هذه المسئلة راجعة
الى مسئلة اهل الفترة قال التفتازانى فى التلويح
اذا بلغ فى شاهق الجبل ولم تبلغه الدعوة
فمات ولم يسلم كان معذوراً عند عامة المشائخ
انتهى وقال ابن حجر والذى عليه اكثر اهل السنة
والجماعة انه لا يجب توحيد ولا غيره الا بعد
ارسال الرسل وفى مكان آخر قال ما عليه

اور بعض اسکے قائل ہین کہ اونکا امتحان آخرت مین ہوگا
علاوہ اسکے ان والدین کی نسبت ثابت ہو چکا اور لکھا
جا چکا کہ وہ اہل فطرت سے ہین نہ فترت سے لہذا قیاس باطل
و شبہ زائل ہو گیا اور نہایت عجیب بات وہ ہے جو علی قاری نے
کلام ابن حجر کے متعلق لکھی شاید وہ یہ نہین جانتے کہ
ابن حجر کی نظر آنحضرت صلعم کی کرامت پر تھی جو شان
ابوین مین حسن ظن کی مقتضی ہوئی تو ایسی توجیہ کی جو قریباً
وجیہ ہو گئی اور علی قاری کا یہ قول کہ ایمان سے قبل
استغفار کا استحقاق نہین فضول ہے اس لیے کہ
جمہور کے نزدیک اہل فترت ناجی ہین اور یہ اون کے
حق مین استغفار کو مانع نہین بلکہ وہ دوسرون کی نسبت
استغفار کے زیادہ محتاج ہین جسکی طرف ابن حجر نے اپنے
قول سے آنحضرت صلعم کی والدہ کے حق مین اشارہ کیا کہ جمہور کا
دعوے موت ابوین بحالت کفر پہلے دعوون کی طرح ہے
کیونکہ یہ مسئلہ اہل فترت کے مسئلہ کی طرف راجع ہے تفتازانی نے
تلویح مین کہا کہ اگر کوئی پہاڑ کی چوٹی پر پہونچکر مر گیا اور اوسے
دعوت نہ پہونچی اور نہ اسلام لایا تو عام مشائخ کے نزدیک وہ معذور ہوگا
انتہی اور ابن حجر نے کہا کہ اکثر اہل سنت و جماعت کے نزدیک توحید
یا اور امر توحید جبتک رسول نہ بھیجے جائین واجب نہین اور دوسری جگہ کہا

الاشاعرة من اهل الكلام والاصول والشافعية
من الفقهاء ان اهل الفترة لا يعذبون انتهى
وكذا في المواهب قال الشعراني في اليواقيت
والجواهر اعلم يا اخي ان المراد باهل السنة والجماعة
في عرف الناس اليوم هو الشيخ الاشعري ومن
سبقه بالزمان كالشيخ ابي المنصور الماتريدي
وقد كان الماتريدي اماما عظيما في السنة
كالشيخ الاشعري ولكن لما غلب اصحاب الاشعري
على اصحاب الماتريدي كان الماتريدي اقل شهرة
فان اتباع الماتريدي ماوراء نهر سيحون
واما اتباع الاشعري فهم منتشرون في اكثر
بلاد الاسلام كخراسان والعراق والشام ومصر
وغيرها من البلاد ولذلك صار الناس
يقولون فلان عقيدة اشعرية وليس مرادهم
نفي صحة عقيدة غير الاشعري مطلقا كما
اشار ذلك في شرح المقاصد انتهى قال اليافعي
في ذكر مناقب الاشعري فلما كثرت تواليفه
ونصر مذهب اهل السنة وبسطت تعلقت بها
اهل السنة من المالكية والشافعية واكثر الحنفية

کہ اشاعرہ اہل کلام و اصول و فقہاے شافعیہ
کے نزدیک اہلِ فترت پر عذاب نہین ہوگا انتہے
کما فی المواہب۔ امام شعرانی یواقیت و الجواہر مین
لکھتے ہین کہ آجکل عام طور پر اہل سنت و جماعت سے
شیخ اشعری مراد ہین اور وہ جو اون سے پہلے ہین
جیسے شیخ ابی منصور ماتریدی اور یہ شیخ اشعری کی طرح
اہلِ سنت کے بڑے امام تھے لیکن جب اصحاب
اشعری اصحابِ ماتریدی سے بڑھ گئے تو ماتریدی کی
شہرت کم ہوگئی کیونکہ تابعین ماتریدی ماوراء نہر
سیحون ہین اور تابعین اشعری اکثر بلادِ اسلام
خراسان و عراق و شام و مصر مین پہیلے ہوے
ہین اسی لیے لوگ کہنے لگے کہ فلان اشعری عقیدہ
کا ہے جس سے اون کا مطلب غیر اشعری کے
عقیدہ کی نفی صحت مطلقاً نہین جیسا کہ شرح
مقاصد مین ہے انتہے۔ امام یافعی نے ذکر مناقب
اشعری مین لکھا ہے کہ جب اون کی تالیفات
بہت ہوئین اور مذہب اہل سنت [illegible] دیا کر پہیلا
تو اون تالیفات سے بیشتر مالکیہ و شافعیہ
و اکثر حنفیہ و اہل سنت [illegible] اہل سنت

فاهل السنة بالمغرب والمشرق بلسانه يتكلمون وبحجته يحتجون انتهى وكذا البيهقى فى اثناء كلامه فى الثناء على الاشعرى قال وكثرت الاصحاب من الحنفية والمالكية والشافعية الى اخره فهذه العبارات تنادى باعلاء النداء ان اكثر اهل السنة هم الاشاعرة من المالكية والشافعية واكثر الحنفية ولم يخرج الا قليل من الحنفية وهم اهل ما وراء النهر فاذا كان نجات اهل الفترة مذهب الاشاعرة وهم من ذكر قبل فلا يصح قوله ثم الجمهور على خلاف ذلك فليس الا عدم التامل فى ما هنالك بل قال الشيخ ابن الهمام فى عقيدة السائرة ما حاصله ان الحنفية ايضا اختلفوا فى من يبلغه الدعوة ومات ولم يؤمن فعند ابى المنصور الماتريدى واكثر المشائخ انه يخلدون فى النار كمذهب المعتزلة وعند ائمة البخارى من الحنفية انه ليس من اهل النار كمذهب الاشاعرة انتهى ولاشك انهما قل والحنفية منتشرون فى اكثر بلاد الاسلام وحينئذ يتعين ان يقال

مغرب و مشرق مین انہین کے کلام و دلیل کو پیش کرتے ہین انتہےٰ اسی طرح بیہقی نے اثنائے کلام اشعری کی تعریف مین کہا کہ اور بہت ہو گئے اصحاب حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ مین سے الی آخرہ تو یہ عبارتین بلند آواز سے پکارتی ہین کہ اکثر اہل سنت اشاعرہ مالکیہ و شافعیہ و اکثر حنفیہ ہین اور خارج کمتر حنفیہ ہین جو اہل ما وراء النہر ہین تو جب مذہب اشاعرہ نجات اہل فترت ہوا اور اشاعرہ وہ ہین جنکا ذکر ہو چکا تو ملا علی قاری کا یہ قول صحیح نہین ہے کہ ثم الجمہور الخ لہذا یہ قول محض سرسری ہے بلکہ شیخ ابن ہمام نے عقیدہ سائرہ مین کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ نے بہی اون لوگون کے متعلق جو قبل تبلیغ دعوت بلا ایمان مر جاتین اختلاف کیا ہے ابی منصور ماتریدی اور اکثر مشائخ کے نزدیک تو وہ دوزخی ہین مثل مذہب معتزلہ کے اور ائمہ بخاری حنفیہ کے نزدیک مثل مذہب اشاعرہ کے وہ دوزخی نہین ہین انتہےٰ اور بیشک وہ کم ہین اور حنفیہ اکثر اسلامی شہرون مین پہیلے ہوے ہین اور اس وقت یہ کہنا ٹہیک ہوگا کہ

القول بان اهل الفترة ناجون هو مذهب
جمهور الحنفية فضلا عن من سواهم من سائر
المذاهب واما قول علي القاري ومنعوا جواز
ايضا بان ايمان اليأس غير مقبول اجماعا فاجاب
ابن حجر بان كون الايمان لا ينفع بعد الموت
محله في غير الخصوصية والكرامة انتهى واما
ما قال هذا الحديث صريح في رد ما تثبت به
بعضهم فينبغي ان اقول لا رد فيه لذا التثبيت
فانه ليس فيه الا عدم الاذن في الاستغفار
وهذا لا يقتضي عدم كونهما من اهل الفترة
لانه يمكن ان الاستغفار كان لامر خاص انتهى
خاتمة - في عنوان البصائر شرح اشباه
والنظائر اعلم ان السلف اختلفوا في ابوي
الرسول صلعم هل ماتا على الكفر ام لا فذهب
الى الاول جمع منهم صاحب التيسير وذهب
الى الثاني جماعة منهم متمسكين باحاديث دالة على
طهارة النسبة الشريفة من دنس الشرك وشين
الكفر ولقد من الجمع الاول قالوا بنجاتهما من
النار منهم الامام القرطبي فانه قال ان الله

اہل فترت کا ناجی ہونا جمہور حنفیہ کا مذہب ہے باقی
مذاہب چھوڑ کر۔ اب علی قاری کا یہ قول کہ اس کے
جواز کو بھی منع کیا ہے اسلیے کہ ایمان یأس اجماعاً
مقبول نہیں ابن حجر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ
ایمان بعد موت کے نافع نہ ہونے کا محل خصوصیت
وکرامت کے ماسوا ہے انتہے۔ اور یہ جو علی قاری نے
کہا کہ یہ صریح حدیث اوس چیز کے رد میں ہے جو
بعض لوگ ثابت کرتے ہین تو مین کہہ سکتا ہون کہ
اس ثبوت کی رد اسمین نہین ہے کیونکہ اوسمین بجز
عدم اجازت استغفار کے اور کچھ نہین جو اونکے اہل فترت
نہ ہونے کا مقتضی نہین کیونکہ ممکن ہے کہ امر خاص کے لیے استغفار منع ہو
خاتمہ۔ عنوان البصائر شرح اشباہ والنظائر
مین ہے کہ سلف نے والدین آنحضرت صلعم کے متعلق
اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ کفر پر مرے یا نہین بہت لوگ تو
امر اول کیطرف گئے ہین اونہین مین صاحب تیسیر ہین اور بعض
امر ثانی کی طرف اور وہ اون احادیث سے متمسک ہین جو نسب
شریف کی کثافت شرک وکفر سے طاہر ہونے پر دلالت کرتی ہین
اور جماعت اول سے چند لوگ جو اونکی دوزخ سے نجات پانے کے
قائل ہین اونہین مین امام قرطبی ہین جو کہتے ہین کہ اللہ

احیاهما الله علیه السلام وامنا به فان قلت
الیس الحدیث الذی ورد فی احیائهما موضوعًا
قلت زعمه بعض الناس الا ان الصواب انه
ضعیف لا موضوع ولقد احسن الحافظ ناصر الدین
الدمشقی حیث قال ؎

حبی الله النبی مزید فضل	علی فضل وکان به رؤفا
فاحیی امه وکذا اباه	لایمان به فضلًا لطیفا
فسلم فالقدیم بذا قدیر	وان کان الحدیث به ضعیفا

نص علی کون الحدیث ضعیفًا لا موضوعًا۔
فائدۃ مهمة۔ قال الخفاجی فی نسیم
الریاض شرح شفاء قاضی عیاض قال النووی فی
الاذکار ذکر الفقهاء والمحدثون انه یجوز ویستحب
العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث
الضعیف ما لم یکن موضوعًا واما الاحکام کالحلال
والحرام والمعاملات فلا یعمل الا بالحدیث الصحیح
او الحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیء من ذلك
کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراهة بعض البیوع
او الانکحة فان المستحب ان یتنزه عن ذلك ولکن لا یجب
وقال محمد بن علان البکری فی شرح الاذکار قال الزرکشی

اونکو آنحضرت صلعم کے لیے زندہ کر دیا اور وہ آپ پر ایمان
لائے۔ اگر تم یہ کہو کہ حدیث احیا۔ کیا موضوع نہیں ہے
تو مین کہونگا کہ اگرچہ بعض نے اوسکو موضوع جانا ہی
مگر حقیقتًا وہ ضعیف ہے موضوع نہیں حافظ ناصر الدین
دمشقی نے خوب کہا کہ ؎ اللہ نے نبی کی زیادہ بزرگی
ثابت کی اور وہ اونپر بہت مهربان تہا تو اون کی ماں
اسی طرح باپ کو فضل لطیف سے اونپر ایمان لانیکی لیے زندہ کیا
لہذا مان لو کیونکہ قدیم اسپر قادر ہے اگرچہ اسکے متعلق حدیث ضعیف ہو
یہ اسکی دلیل ہے کہ حدیث ضعیف ہے نہ موضوع۔
فائدہ مهمہ۔ خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی
عیاض مین کہا کہ اذکار امام نووی مین ہے کہ فقہا و محدثین
کے نزدیک فضائل و ترغیب ترہیب مین عمل بحدیث ضعیف
اگر وہ موضوع نہ ہو تو جائز و مستحب ہے لیکن احکام حلال
وحرام و معاملات مین بجز حدیث صحیح یا حسن کے عمل
جائز نہین مگر جب کسی چیز سے احتیاط کے متعلق ہو
چنانچہ جب حدیث ضعیف بعض بیوع یا نکاح کے
مکروہ ہونے کے متعلق وارد ہو تو اوس سے
احتراز مستحب ہے واجب نہین اور محمد بن
علان بکری نے شرح اذکار مین کہا کہ زرکشی نے کہا

نقل المص في الجزء الذي جمعه في اباحة القيام
الاتفاق فقال اجمع اهل الحديث وغيرهم
على العمل في الفضائل ونحوها مما ليس فيه حكم
ولا شيء من العقائد وصفات الله تعالى بالحديث
الضعيف في فضائل الاعمال انتهى وذكر في شرح
المهذب انه يعمل بالضعيف اذا روي من طرق
مفردات ضعيفة فانها تقوى بعضها بعضا و
يصير حسنا ويحتج به وجوز العمل بالضعيف مع
شاهد القوي دون الموضوع مع الشاهد
لان للضعيف اصل في السنة وهو غير مقطوع
بكذبه ولا اصل للموضوع فشاهده كالبناء
على الماء انتهى والضعيف هو ما لم يجتمع فيه
شروط الصحيح والحسن وتتفاوت درجاته في
الضعف بحسب بعده من شروط الصحيح والحسن
ويجوز عند العلماء التساهل في اسانيد الضعيف
وروايته والعمل به دون الموضوع من غير
ضعفه في المواعظ والقصص وفضائل الاعمال
وسائر فنون الترغيب والترهيب لا في صفات
الله تعالى واحكام الحلال والحرام وسائر ما له

کہ مصنف نے اوس جزو مین جسکو اوسنے اباحت قیام
اتفاق مین جمع کیا نقل کیا ہے کہ اہل حدیث اس امر پہ
متفق ہین کہ فضائل وغیرہ مین حدیث ضعیف پر عمل اور
درست ہے کہ جب وہ متعلق باحکام وعقائد وصفات الٰہی نہون
انتہی اور شرح مہذب مین ہی کہ حدیث ضعیف پر اوس وقت
عمل کیا جائیگا جب وہ کئی طریقون سی مروی ہوا اور اوسکے
مفردات ضعیف ہون کیونکہ وہ بعض بعض کو قوی کر دیتی ہین
تو حدیث حسن ہو جاتی ہے اور اوس سی حجت لائی جا سکتی ہی
اور حدیث ضعیف پر عمل جائز کیا شاہد قوی کی ہونے نہ کہ حدیث
موضوع پر باوجود شاہد کیونکہ احادیث مین ضعیف کی کوئی ایک
اصلیت ہی اور کذب شاہد سے اسکی اصلیت نہین جا سکتی
اور حدیث موضوع کی اصلیت ہی نہین اوسکا شاہد مانند
نقش بر آب ہے انتہی اور ضعیف وہ ہی جسمین شرط صحیح وحسن جمع
نہون جسقدر درجات اوسکے ضعف مین مختلف ہونگی اوسی قدر
شروط صحیح سے اوسکا بعد ہوگا اور علما کے نزدیک اسانید ضعیف
اور اوسکی روایت وعمل مین تساہل جائز ہے نہ کہ موضوع مین
بلا اوسکے ضعف کے نصیحتون اور قصون اور فضائل اعمال
و باقی فنون ترغیب وترہیب مین نہ اللہ تعالے کے
صفات وحلال وحرام کے احکام و باقی مسائل متعلقہ

تعلق بالعقائد والاحكام انتهى وفي منهج الوصول
الى الاحاديث الرسول في الخلاصة وغيرها
ان عند العلماء والمحدثين التساهل في اسانيد
الضعيف جائز لا في الموضوع بدون بيان ضعفه
في المواعيظ والقصص وفضائل الاعمال لا في
صفات ذي الجلال واحكام الحرام والحلال
انتهى قلت هذه لزيادة الاهتمام بشأن الصفات
والاحكام قال ابن الصلاح وممن يرخص في
رواية الضعيف فيما ذكرناه يعني الترغيب
والترهيب انتهى وقال علي بن مبارك شاه
والذي اظنه صوابا ان الاحكام الخمسة لا يثبت
شئ منها الا بالحديث الصحيح او الحسن ويجوز
رواية الضعيف في فضل ما ثبت منها صرح
بذلك ابن الصلاح وايضا نقل ابن الصلاح
عن حافظ ابن منده عن محمد ابن سعد ان
العمل بحديث الموضوع غير جائز وبحديث
الضعيف في الاحكام ايضا جائز ان كان للاحتياط
في شئ وقال من مذهب النسائي تخريج الحديث
عن الذي تركه ليس مجمع عليه وفي الخلاصة

عقائد و احکام مین انتہے اور منہج الوصول الی احادیث
الرسول مین ہے کہ خلاصہ وغیرہ مین ہے کہ علماء و محدثین
کی نزدیک حدیث ضعیف سے سند لینے مین تساہل جائز ہے
نہ موضوع مین بلا اوسکے بیان ضعف کے مواعیظ و قصص
و فضائل اعمال مین نہ کہ صفات حق اور حرام و حلال کے
احکام مین انتہے۔ میرے نزدیک یہ اسلیے ہی کہ شان صفات
و احکام کے لیے زیادہ اہتمام درکار ہے ابن صلاح نے کہا
کہ اور جنمین روایت ضعیف کی اجازت دیجاتی وہ ترغیب
و ترہیب ہے انتہے۔ اور علی بن مبارک شاہ نے کہا کہ میرے
نزدیک صواب یہ ہے کہ احکام پنجگانہ مین کوئی چیز بغیر
حدیث حسن یا صحیح کے ثابت نہین ہو سکتی اور روایت
ضعیف اون فضائل مین جو اون سے ثابت ہین
جائز ہے اسکی تصریح ابن صلاح نے کی نیز ابن
صلاح نے حافظ ابن مندہ سے اونہون نے
محمد بن سعد سے نقل کیا کہ عمل بحدیث موضوع
جائز نہین اور بحدیث ضعیف احکام مین جائز ہے
اگر کسی چیز مین احتیاط کے لیے ہو اور کہا کہ
تخریج حدیث اوس چیز سے جس کا ترک متفق
علیہ نہین مذہب نسائی ہے اور خلاصہ

وابو داؤد ایضا اخذ بما اخذ النسائی ویخرج الضعیف
لما لم یجد فی ذالک الباب غیر ذالک الحدیث
لان الضعیف عندہ اقوی من رای الرجال
وفی تدریب الراوی یعمل بالضعیف فی الاحکام
اذا کان فیہ احتیاط واللہ اعلم وقال الحافظ
ابن سید الناس فی السیرۃ روی ان عبد اللہ
ابن عبد المطلب وامنۃ بنت وھب ابوی
النبی صلعم اسلما وان اللہ احیاھما لہ فامنا بہ
وروی ذالک ایضا فی حق جدہ عبد المطلب
ثم قال وھو مخالف لما اخرجہ احمد عن ابی
رزین العقیلی قال قلت یا رسول اللہ این
امی فقال امک فی النار قلت فاین من مضی
من اھلک قال اما ترضی ان تکون امک
مع امی قلت ھذا ایضا غیر مضر لنا لما یرجی بہ
لفظ ترضی وعلی العاقل لا یخفی ثم قال فی السیرۃ
وذکر بعض اھل العلم فی الجمع ما حاصلہ ان من
الجائز ان تکون ھذہ الدرجۃ حصلت لہ
علیہ السلام بعد ان لم تکن وان یکون الاحیاء
والایمان متاخرا عن ذالک فلا معارضۃ

وابو داؤد مین بھی ماخذ نسائی سے اخذ کیا ہے اور
تخریج حدیث ضعیف کی جاتی ہی جبکہ اوس باب مین
بجز اوس کے کوئی اور حدیث نہ ہو اسلیے کہ ضعیف
اونکے نزدیک آدمیون کی رائے سے بہتر ہے اور
تدریب الراوی مین ہے کہ احکام مین حدیث ضعیف پر
عمل کیا جائیگا جب اوسمین احتیاط ہو واللہ اعلم۔
حافظ ابن سید الناس نے سیرت مین کہا کہ عبد اللہ بن
عبد المطلب و آمنہ بنت وہب آنحضرت صلعم کے والدین اسلام
لائے اور اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ ایمان لائے اور
ایسا ہی آپکے دادا عبد المطلب کے حق مین بھی مروی ہی پہر کہا
کہ وہ اوس حدیث کے مخالف ہی جسکو احمد نے ابی رزین
عقیلی سے روایت کیا کہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ میری ماں
کہان ہے فرمایا کہ دوزخ مین مین نے کہا کہ اور آپکے اگلے بزرگ
فرمایا کہ کیا تم اپنی ماں کی میری ماں کے ساتھ ہونے پر راضی نہین
مین کہتا ہون کہ یہ بھی ہمارے مضر نہین جیسا لفظ ترضی
سے امید کیجاتی ہی جو عقلمند پر مخفی نہین پہر سیرۃ مین کہا کہ
بعض اہل علم نے جمع مین ذکر کیا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ظاہرا
یہ درجہ بعد کو آنحضرت صلعم کو حاصل ہوا ہو پہلے نہ ہو
اور احیاء وایمان اس سے متاخر ہو تو کوئی معارضہ نہین

انتهى ملخصاً وسئل القاضي ابوبكر ابن العربي
احد الائمة المالكية عن رجل قال ان ابا
النبي صلعم في النار فاجاب بانه ملعون لان الله
تعالى يقول ان الذين يؤذون الله ورسوله
لعنهم الله في الدنيا والاخرة قال ولا اذى اعظم
من ان يقال عن ابيه انه في النار قال السهيلي
في روض الانف وليس لنا ان نقول ذلك في
ابويه صلعم لقوله لا تؤذوا الاحياء بسبب الاموات
والله تعالى يقول ان الذين يؤذون الآية وقد امرنا
ان نمسك اللسان اذا ذكروا صحابه بشئ يرجع
ذلك الى العيب والنقص فيهم فالاولى ان نمسك
ونكف عن ابويه واذا تقرر هذا فحق المسلم ان
يمسك لسانه عما يخل لشرف نسبه بوجه من
الوجوه ولا خفاء في ان اثبات الشرك في ابويه
اخلال ظاهر لشرف نسبه الطاهر وقال الشيخ
عبد الوهاب الشعراني المصري في كتابه اليواقيت
والجواهر في عقائد الاكابر اعلم انه ينبغي لكل
مومن برّ اجداده وآبائه المسلمين وعز ابائه
من اكابر الاولياء من ادم الى ابيه الاقرب انتهى

انتہے ملخصا - قاضی ابوبکر ابن العربی سے جو ائمۃ مالکیۃ مین
تھے ایک مرد کی نسبت سوال کیا گیا جو یہ کہتا تھا کہ والدین
نبی صلعم دوزخ مین ہین تو جواب دیا کہ وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالی
فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اونپر
اللہ نے دنیا و آخرت مین لعنت کی اور اس سے بڑھکر کوئی
اذیت نہین ہوسکتی کہ اونکے والد کو دوزخی کہا جاے امام سہیلی نے
روض الانف مین کہا کہ آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق
ہمکو یہ کہنا جائز نہین کیونکہ آپنے فرمایا ہے کہ زندونکو بسبب مردونکے
اذیت نہ دو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو
اذیت دیتے ہین الخ بلکہ جب آپکے صحابہ کا ذکر اسطرح کیا جاے جس سے
عیب و نقص لازم آتا ہو تو ہمکو اپنی زبان روکنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا
بہتر یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق بھی اپنی زبان بند
رکھین لہذا ہر مسلمان کو اپنی زبان ایسی باتون سے جس سے آپکے شرف
نسب مین کسی طرح کا بھی خلل پڑے روکنا چاہیے اور اسمین شک نہین
آنحضرت صلعم کے والدین کا شرک ثابت کرنا آپکے شرف نسب مین
خلل اندازی ہے شیخ عبد الوہاب شعرانی مصری نے اپنی کتاب
یواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر مین لکھا کہ ہر مسلمان کو
آنحضرت صلعم کے اجداد و آبا مسلمین و اکابر اولیا
حضرت آدم سے آپکے والد تک کی عزت ملحوظ رکھنا چاہیے انتہے

واما وجوب الكف عن الخوض فی حکم ابوی النبی صلعم
فی الآخرة فللشیخ جلال الدین السیوطی فی هذه
المسئلة ست مؤلفات وقد طالعتها كلها وأشبها
ترجع الی ان الادب مع رسول الله صلعم واجب
وان من أذاه فقد أذی الله تعالی وقال الله
تعالی ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله
فی الدنیا والآخرة ولهم عذاب عظیم وفی القرآن
العظیم وما كنا معذبین حتی نبعث رسولا ومن
طالع فیما نقله اهل السیر من كلام عبد المطلب
لما اراد ذبح عبد الله فی قصة حفره بئر زمزم شهد له
بالتوحید وصاحب التوحید سعید بای وجه كان
توحیده قال الجلال السیوطی وقد ورد فی الحدیث
ان الله احیا ابویه صلعم حتی امنا به وعلی ذلك
جماعة من الحفاظ منهم الخطیب البغدادی وابو القاسم
ابن عساكر وابو حفص ابن شاهین السهیلی و
القرطبی ومحب الطبری وابن المنیر وابن سید الناس
والصفدی وابن ناصر الدین الدمشقی وغیرهم
رضی الله عنهم اجمعین قال المحب الطبری والله
تعالی قادر علی ان یحیی ابویه صلعم حتی یؤمنا به

اور آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق جو کچھ آخرت مین ہوگا
اوسمین غور وفکر نہ کرنیکی بابت شیخ جلال الدین سیوطی کی چھ مؤلفات
ہین مین نے سب کا مطالعہ کیا ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت
صلعم کے ساتھ ادب واجب ہے اور جس نے آنحضرت کو اذیت
دی اوس نے اللہ کو اذیت دی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ
اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اللہ اونپر دنیا وآخرت مین لعنت کرتا ہے
اور اونکے لیے بڑا عذاب ہے اور قرآن عظیم مین ہے کہ ہم اون
لوگون پر عذاب نہین کرتے جبتک رسول نہین بھیج لیتے
اور جس نے اہل سیر کا وہ کلام جو اونہون نے عبد المطلب سے
دربارۂ ارادۂ ذبح عبد اللہ اور چاہ زمزم کھودنے کی نقل کیا ہے
دیکھا ہے اونکی بابت وہ توحید کی شہادت دیگا اور
صاحب توحید ہر حال مین سعید ہے جلال الدین سیوطی نے
کہا کہ حدیث مین ہے کہ اللہ نے آپکے والدین کو زندہ کیا
اور وہ آپ پر ایمان لائے اور اسی پر ایک جماعت حفاظ ہے
جیسے خطیب بغدادی وابو القاسم ابن عساکر وابو حفص ابن
شاہین سہیلی وقرطبی ومحب الدین طبری وابن منیر وابن
سید الناس وصفدی وابن ناصر الدین دمشقی وغیرہم ہین
محب طبری نے کہا کہ اللہ تعالی اسپر قادر ہے کہ اوسنے
والدین آنحضرت صلعم کو زندہ کردیا ہو اور وہ با ایمان مرے ہین

ثم يموتا ويكون ذلك مما اكرم الله تعالى به سيد
الاولين والاخرين وقال القرطبي ليس احياؤهما
وايمانهما به صلعم يمتنع لا عقلا ولا شرعا فقد ورد
في القرآن احياء قتيل بني اسرائيل حتى اخبر
بقاتله انتهى وكان ابو بكر ابن العربي المالكي الفقيه
المحدث يقول ما عندي احد اشد اذى لرسول
الله صلعم ممن يقول ان ابوي رسول الله صلعم
في النار وفي حديث مسلم لا تؤذوا الاحياء بسبب
الاموات فيحرم جزما ان يقال ان ابوي النبي صلعم
في النار انتهى قال الجلال السيوطي خاتمة حفاظ
مصر قد صرح جماعات كثيرة بان ابوي النبي صلعم
لم تبلغهما الدعوة والله يقول وما كنا معذبين
حتى نبعث رسولا وحكم من لم تبلغه الدعوة
انه يموت ناجيا ولا يعذب ويدخل الجنة قال
وهو مذهب لا اختلاف فيه بين المحققين
من ائمتنا الشافعية في الفقه والاشاعرة
في الاصول ونص على ذلك الامام الشافعي
وتبعه على ذلك الاصحاب قال الحافظ السيوطي
ومما توضح لك انهما لم تبلغهما الدعوة انهما

اور اسی بات سے اللہ نے آنحضرت صلعم کو بزرگی دی اور قرطبی نے
کہا کہ اونکا زندہ ہو کر آنحضرت صلعم پر ایمان لانا نہ عقلاً ممنوع ہے
نہ شرعاً کیونکہ قرآن مین قتیل بنی اسرائیل کا جینے اپنے قاتل کو
بتایا زندہ ہونا وارد ہے انتہی۔ اور فقیہ محدث ابوبکر ابن
عربی مالکی کہا کرتے تھے کہ میرے نزدیک رسول اللہ صلعم کو
اذیت دینے والا اوس سے بڑھکر کوئی نہین جو یہ کہے کہ
رسول اللہ صلعم کو والدین دوزخ مین ہین مسلم کی حدیث
مین ہے کہ زندون کو مُردون کی وجہ سے اذیت نہ دو
تو یہ کہنا قطعی حرام ہے کہ والدین آنحضرت صلعم دوزخ مین
ہین انتہی۔ خاتمہ حفاظ مصر جلال الدین سیوطی نے کہا
کہ جماعات کثیرہ نے اس کی تصریح کی کہ آنحضرت صلعم
کے والدین کو دعوت نہین پہونچی اور اللہ فرماتا ہے
کہ ہم عذاب نہین کرتے جب تک رسول نہ بھیج لین
اور جس کو دعوت نہ پہونچی اوس کا حکم یہ ہے کہ وہ
ناجی غیر معذب وجنتی ہے یہی ہمارا مذہب ہے
اور اس مین درمیان محققین ائمہ فقہاء شافعیہ اشاعرہ
اختلاف نہین ہے اور اس پر امام شافعی دلیل لائے
اور اونکی متابعت اصحاب نے کی حافظ سیوطی نے کہا
کہ اون کو دعوت نہ پہونچنا اس امر سے بھی واضح ہوتا ہے

ماتا في حداثة سن رسول الله صلعم وصحح العلائي
وغيره ان والد رسول الله صلعم عاش من العمر
ثمان عشرة سنة والدته ماتت في حدود
العشرين ومثل هذا العمر لا يسع التفحص على
المطلوب في التوحيد مع القول بان الله تعالى
لم يحييهما حتى آمنا به مع ان ذلك الزمان
الذي كانا فيه كان زمانا قد عم فيه الجهل والفترة
انتهى ونقل ابو جعفر ابن حبيب في تاريخه عن
ابن عباس ان عدنان ومعد وربيعة بن
خذيمة واسد كانوا على ملة ابراهيم فلا يذكروهم
الا بخير وروى الزبير بن بكار مرفوعا لا تسبوا مضر
ولا ربيعة فانهما كانا مسلمين قلت ولهذا الاثر
شاهد عند ابن حبيب عن مرسل سعيد بن
المسيب فافهم واغتنم ثم رايت في رسالة الشيخ
عبد الحليم عبارة تناسب هذا المقام فاحببت
ادخالها قال فحق المسلم واللائق بحاله ان تكون
له غيرة في هذا النسب ان تمسك لسانه عما
يخل لشرف نسب نبينا بوجه من الوجوه وحفظ
لسانه عن شيء يؤدي الى النسبة النقص فيه

کہ وہ رسول اللہ صلعم کی صغر سنی مین مرے اور اسکی
تصحیح علائی وغیرہ نے کی کہ رسول اللہ صلعم کے والد کی
اٹھارہ۱۸ اور والدہ کی بیس۲۰ برس کی عمر ہوئی اور ایسی عمر
تلاش مطلوب معاملۂ توحید کے لیے کافی نہین اس قولکے
کہ اللہ تعالی نے اونکو زندہ نہین کیا اور وہ آپ پر
ایمان نہین لائے باوجود اسکے کہ وہ اوس زمانہ مین تھے
جس مین جہل وفترۃ عام تھی انتہے - اور ابو جعفر ابن
حبیب نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے نقل کیا
کہ عدنان ومعد وربیعہ بن خذیمہ واسد ملت ابراہیم پر
تھے لہذا اونکو بخیر یاد کرنا چاہیے اور زبیر بن بکار نے
مرفوعا روایت کی کہ مضر وربیعہ کو برا نہ کہو کیونکہ
وہ مسلمان تھے مین کہتا ہون کہ ابن حبیب کے
پاس اسی کے شاہد سعید بن المسیب کی بھی ایک
حدیث مرسل ہے پھر مین نے رسالہ شیخ عبد الحلیم مین
ایک عبارت مناسب بمقام دیکھی لہذا لکھتا ہون
کہا ہے مسلمان کو اس نسب مین غیرت ہونا
چاہیے اور اپنی زبان ایسی بات سے جس سے
آنحضرت صلعم کے شرف نسب مین کسی طرح کا
خلل ہو یا منجر بنقص وعیب ہو روکنا چاہیے

لان مرتبته ارفع واشتغال في اثبات اشراك في
ابويه اخلال ظاهر بشرف نسبه الطاهر وقال
بعض المحققين انه لا ينبغي ذكر هذه المسئلة مع
مزيد الادب وليست من المسائل التي يضر جهلها
او يسئل عنها في القبر او في الموقف فحفظ اللسان
عن التكلم فيها الا بخير اولى واسلم والتم ما افاده
الشيخ الدهلوي في شرح العربي للمشكوة في باب
زيارة القبور عند حديث ابي هريرة قوله فلم يؤذن
لي فقيل فيه نزل ما كان للنبي الاية هذا على
طريقة المتقدمين واما المتاخرون فقد اثبتوا
اسلام والديه بل جميع ابائه وامهاته الى ادم
ولهم في الاثبات ثلث طرق اما انهما كانا على دين ابراهيم
او انهما لم تبلغ لهما الدعوة لكونهما في زمان الفترة
وماتا قبل زمان نبوته صلعم وانهما احياهما الله
على يديه صلعم فامنا به وحديث الاحياء وان كان
في حد ذاته ضعيفا لكنه صححه بعضهم لبلوغ درجة
الصحة لتعدد طرقه وهذا العلم كانه كان مستورا
عن المتقدمين فكشفه الله على المتاخرين والله يختص
برحمته من يشاء بما شاء من فضله وقد صنف الشيخ

کیونکہ آپکا مرتبہ اعلی ہی اور یہ امر ظاہر ہی کہ آپکے والدین کو مشرک
کہنا آپکے شرف نسب طاہر مین بظاہر خلل ڈالنا ہی اور بعض محققین کے
نزدیک تو اس مسئلہ کا ذکر ہی بسبب مزید ادب بہتر نہین اور
نہ مسئلہ ہی ایسا ہی جسکا جہل مضر ہو یا قبر مین سوال کیا جاے
یا حشر مین باز پرس ہو تو اس مسئلہ مین بجز اچہائی کی کچہہ نہ بولنا ہی
بہتر ہی شیخ دہلوی نے شرح عربی مشکوۃ باب زیارۃ القبور مین
حدیث ابی ہریرہ مین کیا خوب افادہ کیا ہے کہ قولہ
فلم یؤذن لی کہا گیا کہ اسی مین آیۃ ما کان للنبی
اوتری یہ بر طریقہ متقدمین ہے لیکن متاخرین نے والدین
بلکہ کل آبا و امہات آنحضرت صلعم کا آدم تک اسلام
ثابت کیا ہے اور اثبات مین اون کے لیے تین
طریقے ہین یا یہ کہ وہ دونون دین ابراہیمی پر تہے یا اونکو دعوت
نہین پونہچی کیونکہ وہ زمانہ فترت مین تہے اور آنحضرت صلعم کی
زمانہ نبوت سے قبل وفات پا چکے تہے یا اللہ نے اونکو
آنحضرت صلعم کی ہاتہ پر زندہ کیا اور وہ ایمان لاے اور حدیث
احیا اگرچہ ضعیف ہی لیکن بعض نے اوسکو صحیح مانا ہی کیونکہ
وہ بوجہ اپنی تعدد طرق کے درجہ صحت تک پونہچ گئی ہے
اور یہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ تہا جسکو اللہ نے متاخرین
پر کہولا اور اللہ جسکو جب چاہتا ہی اپنی فضل و رحمت سے خاص کرتا ہی

جلال الدین السیوطی فی هذا الباب رسائل وبیّنه
بدلائل کثیرة واجاب عن شبهة المخالفین ولو نقلناه
لطال الکلام فلینظر ثمه وبالغ فیه حتی انه لا یکاد
ینقل مذهب المخالف صریحًا لکراهة ان یجری علی
لسانه ذلک الا بطریق الحکایة جزاه الله خیرًا الاوفی
وفی حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار حکی ان بعض
الفضلاء مکث متفکرًا لیلة فی ابویه صلعم واختلاف العلماء
فی حدیث احیائهما وصحة ایمانهما به فمن ضعف ومن
صحح وهل یمکن الجمع بین الاقاویل ام لا فاستمرته الفکرة
حتی مال السراج فلما کانت صبیحة تلک اللیلة اتاه رجل
من الجند یسأله ان یضیفه فتوجه الی بیته فمر فی
اثناء الطریق علی رجل خضری قد جلس بباب خزانة
تحت حانوت بها موازینه وباقی آلات البیع فقام
هذا الرجل حتی اخذ بعنان دابة الشیخ وقال له شعرًا

أمنت ان ابا النبی وامه	احیاهما الحی القدیر الباری
حتی لقد شهدا له برسالة	صدق فتلک کرامة المختار
وبه الحدیث ومن یقول بضعفه	فهو الضعیف عن الحقیقة عاری

ثم قال خذها ایها الشیخ ولا تسهر اللیالی بنفسک
متفکرًا حتی عرف السراج ولکن امض الی المحل الذی انت

شیخ جلال الدین سیوطی نے اس باب میں کئی رسالے تصنیف کیے ہیں
اور انمیں بہت سے دلائل بیان کرکے مخالفین کے شبہہ کا جواب
دیا ہے جسکی نقل میں طوالت ہے اونہیں یہانتک کہا ہے کہ بسبب
مخالفین کی بوجہ اس کراہت کے کہ وہ زبان پر کہا یا جاری
ہوگا صریحًا نقل نہ کرنا چاہیے اللہ اونکو جزای خیر دے طحطاوی کے
حاشیہ در مختار میں ہے کہ بعض فضلا کی حکایت ہے کہ وہ ایک شب
والدین آنحضرت صلعم کے متعلق متفکر تھے کہ علما نے اونکے احیاء و
ایمان کے متعلق اختلاف کیا ہے تو اونکو ضعیف اور کوئی صحیح
اور جمع بین الاقوال کیسے ہوسکتی ہے یا نہیں انکو اسی سوچ میں جب صبح
ہوئی تو ایک جندی اونکے پاس آیا اور اونہیں مدعو کیا وہ
اوسکے گھر چلے راستہ میں ایک خضری شخص پر گذر ہوا کیونکے
ڈھیر پر بیٹھا تھا اور اوسکے پاس آلات بیع و اوزان تھے اوسنے
کھڑے ہوکر شیخ کی سواری روک لی اور یہ شعر پڑھے کہ میرا ایمان
ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین کو خدا نے زندہ کیا اور اونہوں نے
آنحضرت صلعم کی سچی رسالت کی شہادت دی یہ آنحضرت
کی یہ کرامت ہے اور اسکے متعلق حدیث ہے جو اسکو ضعیف کہے
وہ خود ضعیف اور حقیقت سے عاری ہے پھر کہا یا شیخ اس کو
سمجھ لے اور راتوں کو نہ جاگ اور متفکر ہوکر اتنا بیخود ہو
کہ چراغ گل ہوجاے اور جہاں جا رہا تھا وہاں جا

قاصده لتأكل منه لقمة حراماً فبهت الشيخ لذلك
وطلب الرجل فلم يجده فاستخبر عنه جيرانه انه من
اهل السوق فلم يعرفه منهم احد واخبروا بانه لا عهد
لهم برجل يجلس بهذا المحل اصلاً ثم ان الشيخ رجع الى
منزله ولم يمض الى دار الجنيد مما سمعه من مقالته هذا الاستاذ انتهى
محاكمه بالجملة هذه المسئلة ليست من الاعتقاديات
ولا حظ للقلب فيها واما اللسان فحقها الامساك عما يلزم
منه النقصان خصوصاً الى وهم العامة لانهم لا يقدرون
على دفعه ومداركه كذا فى الطحطاوى قلت انى لم ادع
ايضاً ان المسئلة اجماعية بل هى اختلافية غير انى اخترت
اقوال القائلين بالنجات لانها انسب بمقام المحبة وذا عين
الايمان والايقان ثبتنى الله المنان والحمد لله القوى فقد
تبين الرشد من الغى والحمد لله رب العالمين وسلام
على المرسلين - اللهم تقبل هذه الرسالة من عبدك الكئيب
الملوم احقر افراد البشر علي المدعو بالانور ابن
مولاى ذى السلسلة الرفيعة العلية القلندرية
العلوية ابينا ومولانا شاه علي اكبر قلندر ابن
مولانا شاه حيدر علي قلندر واجعلها
خالصة لوجهك الكريم مخلصة لاقبال حضرت النبى الرؤف الرحيم

اور لقمہ حرام کھاوے حیران ہوگئے اور اوسکو بلایا مگر وہ
نہ ملا تو اوسکے پڑوسی نے کہا کہ وہ بازاری ہے مگر اوسکو
کسی نے نہ پہچانا اور سب نے یہی کہا کہ کسی سے اوس سے
یہان بیٹھنے کا قرار نہ تھا پھر شیخ اوسکی گفتگو سنکر اپنے گھر
واپس آے اور جنیدی کے گھر نہیں گئے انتہی -
محاکمہ - بالجملہ یہ مسئلہ اعتقادیات سے نہیں ہے اور نہ قلب کے لیے
نہیں کوئی فائدہ ہے زبان کو ایسی باتون سے جس سے نقصان
پیدا ہو خصوصاً وہم عام کی طرف روکنا چاہیے کیونکہ عام لوگ
اوسکی دفع پر قادر نہیں جیسا کہ طحطاوی مین ہے مین کہتا ہون
کہ مین بھی یہ دعوی نہیں کرتا کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے بلکہ اختلافی ہے
سوا اسکے کہ مین نے قائلین نجات کا اقوال اختیار کیے جو مقام محبت کے
زائد مناسب ہے اور محبت عین ایمان و یقین ہے خدا مجکو اوسپر
ثابت رکھے اور خدا کا شکر ہے کہ راست روی گمراہی سے جدا ہو گئی
اور خدا پروردگار عالم کے لیے حمد اور رسولون کے لیے سلام ہے
الٰہی اس رسالہ کو بندہ غمگین رنجور احقر افراد البشر **علی انور**
ابن صاحب سلسلہ رفیعہ علیہ قلندریہ علویہ ابی و مولائی شاہ
علی اکبر قلندر ابن مولانا شاہ حیدر **علی** قلندر سے
خاص اپنی ذات کریم اور مخصوص اقبال حضرت نبی
رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبول فرما فقط

سوال[۱] - آیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط کہ نورِ محمدی نورِ الٰہی سے پیدا ہے اور کل چیزیں نورِ محمدی ہی سے موجود ہوئی ہیں اور لفظ کل اور نور کی تشریح اور کیفیت پیدایش نور مطلوب ہے - نیز اگر لفظ بحق فلان نبی و ولی کہہ کر دعا مانگی تو جائز ہے کہ نہیں

جواب سوال اول - یہ عقیدہ صحیح ہے علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ کے مقصد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ عبد الرزاق نے بسند صحیح متصل جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ اونہون نے کہا قلت یا رسول اللہ

بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئ خلقه الله تعالى قبل الاشياء قال يا جابر ان الله

خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره یعنی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر میرے مان باپ قربان ہون مجھے بتائیے کہ سب چیزون سے پہلے اللہ نے کون چیز پیدا کی آپ نے فرمایا کہ اے جابر سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا - اور کل سب کا پیدا ہونا نور نبوی سے اسکو خود صاحب تحفۃ الاحباب مقصد اول کتاب میں یون لکھتے ہین کہ پیش از شروع در ابواب این مقصد مقدمہ ذکر کردہ میشود در بیان ابتدای آفرینش و آنکہ اول مخلوق نور نبوت آنحضرت صلعم بود و سائر مکنونات ازان نور موجود اند انتہی - اور پھر وسی مقدمہ مین ہے کہ در کیفیت نور محمدی روایات متنوعہ وارد شدہ وحاصل مجموع آنہا واللہ اعلم باین معنی راجع میشود کہ خداوند تعالی بچند ہزار سال پیش از آفرینش آسمان وزمین وعرش وکرسی ولوح وقلم وبہشت ودوزخ وملک وجن وانس وسائر مخلوقات نور نبوت آنحضرت را

[۱] یہ سوالات بطور استفتا مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے بذریعہ مولوی حاجی فرید الدین خان صاحب محدث کاکوروی پرہنی ریاست حیدر آباد دکن سے بھیجے تھے ۱۲ منہ اس مقصد کے ابواب شروع کرنے سے پہلے ایک مقدمہ ذکر کیا جاتا ہی جو ابتدائے آفرینش کے بیان مین ہے نیز یہ کہ سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ نور نبوی صلعم تھا اور باقی سب چیزین اوس سے پیدا ہوئین ۱۲ منہ کیفیت نور محمدی صلعم مین مختلف روایتین آئی ہین حاصل سب کا یہ ہے کہ خداوند تعالے نے آسمان وزمین وعرش وکرسی ولوح وقلم وبہشت ودوزخ وملک وجن وانس وغیرہ پیدا کرنے سے چند ہزار سال قبل نور نبوی صلعم پیدا کیا اور فضائے عالم قدس مین اوسے سیر فرماتا رہا کبھی سجدہ کا حکم دیتا تھا اور کبھی تسبیح و تقدیس مین مشغول رکھتا تھا اور اوسکے ٹھہراو کے لیے پردے بنائے اور ہر پردہ مین مدتِ دراز تک اوسکو رکہا اور وہ نور ایک خاص تسبیح سے اوسکو یاد کرتا تھا پھر جب پردون سے باہر نکلا تو سانسین لینا شروع کین اون سے انبیا واولیا وصدیقین وشہدا ومومنین وملائکہ کی روحین پیدا کین اور اوسکی کئی قسمین کین اور اون سے عرش وکرسی ولوح وقلم وبہشت ودوزخ ومواد واصول وآسمان وزمین وآفتاب وماہتاب وستارے ودریا وہوا وپہاڑ پیدا کیے اور آسمان وزمین کو پھیلایا اور اون مین سے ہر ایک کے سات طبقہ کیے اور ہر طبقہ کو بہت سی مخلوقات کا مسکن مقرر کیا اور رات دن کو ظاہر کیا ۱۲

آفریدہ و درفضای عالم قدس آن نور را تربیت بفرمود و گاہے بسجودش امر میکرد و گاہے بتسبیح و تقدیس مشغول میداشت و بجہت ستر آن نور حجابہا خلق فرمود و در ہر حجابے شئے مدید اور انگاہ میداشت و آن نور تسبیح خاص حضرت حق را یاد میفرمود بعد ازان کہ ازان حجب بیرون آمد نفسہا برآورد وازانفاس متبرکہ او ارواح انبیاء و اولیاء و صدیقان و شہداء و سائر مومنان و ملائک بیافریدہ و آن را چند قسم ساخت و ازان اقسام عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و مواد و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و کواکب و بحار و ریاح و جبال موجود گردانید بعد ازان آسمان و زمین را منبسط ساخت و ہر یکے را ازانہا ہفت طبقہ کرد و ہر طبقہ را بجہت مسکن جمعے از مخلوقات مقرر فرمود و روز و شب را پدید آورد - اور جبکہ اصل تمام اشیاء نور محمدی ہے پس حامل جملہ کمالات بھی نور محمدی ہوگا کیونکہ اشیا مین ذات و صفات و کمالات سب داخل ہین ؎ تو اصل وجود آمدی ازنخست ٭ دگر ہرچہ موجود شد فرع تست - اور اسی وجہ سے آنحضرت صلعم کو نبی الانبیاء و خاتم النبیین کہتے ہین کہ نبوت جملہ انبیا کی نبوت محمد صلعم سے مستفاد ہے اور سلسلہ نبوت آپکی ذات تک پہونچکر ختم ہوگیا شرف الدین بوصیری قصیدہ بُردہ مین فرماتے ہین ؎ وکلھم من رسول اللہ ملتمس ٭ غرفا من البحر او رشفا من الدیم[1] ٭ وکل آی اتی الرسل الکرام بہا ٭ فانما اتصلت من نورہ بہم - اور کنہ نور محمدی اور خلق و ظہور اوسکا نور الٰہی سے مجہول الکیفیت ہے کہ شرع شریف اوسکے بیان سے ساکت ہے اور عقل جزوی اوسکے ادراک سے عاجز اور زیادہ غور کرنے سے سلسلہ اس بحث کا مسئلہ وحدت وجود تک پہونچتا ہے لہذا اسیقدر پر اکتفا کیا گیا پس تعبیر اوسکی سوا اسکے نہین ہوسکتی کہ اللہ تعالی نے اپنے نور سے نور محمدی پھر نور محمدی سے تمام عالم پیدا کیا انتہے اور تفسیر حسینی مین آیہ کریمہ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین[2] کی تفسیر مین لکھا ہے کہ بحر الحقائق مین ہے کہ حضرت کا اسم مبارک نور اسلیے ہے کہ حق تعالے نے پہلی جو چیز عدم سے ظہور مین لایا وہ آپ ہی کا نور ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری[3]

[1] اور سب رسول اللہ سے ملتمس ہین خواہ دریا سے چلو بھر پانی ہو یا حوض کا پانی اور جس دلیل کو پیغمبران بزرگ لائے وہ آنحضرت صلعم ہی کے نور سے اونکو ملی ۱۲ [2] البتہ تمہارے پاس اللہ سے نور و کتاب مبین آئی ۱۲ [3] پہلی جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے ۱۲

پھر عالم کو اوس نور کے ظہور کے لیے موجود کیا۔ ع آنچہ اول شد پدید از جیب غیب * بود نور جہان او
بے ہیچ ریب ... انتہے اور نور کے معنی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ شریف مین فرماتے ہین
[1] کہ نور در عرف عام بمعنی روشنی است و نور در اسم اللہ تعالی بمعنی منور ست وے تعالی روشن گرداننده سموات
بکواکب و سیارات و روشن گرداننده زمین باولیا و انبیا و علما و مؤمنین و مومنات و بساتین و ریاحین و روشن
گرداننده دلہای مومنان و عارفان است بنور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق [2] نور علی نور
یہدی اللّٰہ لنورہ من یشاء و نزد خواص نور عبارت است از چیزے کہ ظاہر تر بر خود بود و ظاہر کننده
غیر خود را و چون مقابلہ کرده شود وجود با عدم پس وجود را ظہور باشد و عدم را اخفا و ہیچ چیز تاریک تر از عدم و بیرون
آرنده باشد ماہیات را از ظلمت عدم سزاوار تر است از غیر خود کہ نامیده شود او را نور و وجود او نور ست
کہ فائض است بجملہ اشیا و وجود ہمہ از نور ذات اوست انتہے بقدر الضرورت اور تحقیق معنی نور کے جو بیچ
[3] تفسیر آیۃ کریمہ اللّٰہ نور السموات والارض مین کی گئی اوسکو حضرت امام غزالی نے اپنے رسالہ مشکوۃ
الانوار مین بالتفصیل بیان فرمایا ہے اوس کو دیکھنا چاہیے اور کل معنی سب کے ہے۔

جواب سوال دوم ۔ دعا کرنا اس عبارت سے جائز ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ
مین کہتا ہون کہ یہی آیا ہے کہ [4] اللّٰہم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک
پس حق سے مراد حرمت ہے یا وہ حق جسکا وعده حق تعالے نے بمقتضاے اپنی رحمت کے فرمایا ہے انتہے
طحطاوی لکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام کا حق خالق تعالے پر وجوبًا ثابت نہین تفضلًا و کرمًا ثابت ہے

---

[1] نور عام طور پر روشنی کے معنی مین ہے اور اللہ تعالی کا نام نور بمعنی منور ہے اللہ تعالی ہی آسمانون کو ستارون اور سیارون سے اور زمین کو انبیا و اولیا و علما و مؤمنین و مومنات سے اور مؤمنین و عارفین کے دلون کو نور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق سے منور کرنے والا ہے اور خواص کے نزدیک نور اوس چیز سے عبارت ہے جو خود بہی زیادہ ظاہر اور اپنے غیر کو ظاہر کرنیوالی ہو اور جب وجود کا عدم سے مقابلہ کیا جاے تو وجود کا ظہور ہوگا اور عدم کا اخفا اور جو چیز عدم سے زیادہ تاریک اور ماہیات کو ظلمت عدم سے باہر لانیوالی ہو وہ بہ نسبت اپنے غیر کے نور کے نام سے موسوم ہونیکی زیادہ لائق ہے اور اوسکا وجود وہ نور ہے جو کل اشیا پر فائض ہے اور سب کا وجود آپکے نور ذات سے ہے انتہے بقدر ضرورت ۱۲ [2] نور ہے نور پر اور اللہ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۱۲ [3] اللہ آسمان و زمین کا نور ہے ۱۲ [4] یا اللہ مین تجھ سے سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجھ سے ہین اور بطفیل اپنے اوس سلوک کے جو تیری طرف ہے

یہانتک کہ ازراہ کرم حق سائلین بھی ثابت ہے چنانچہ حصن حصین مین حدیث ثابت ہے ؎۱ اللهم انی اسئالک بحق السائلین علیک اور اگر حق حرمت اور عظمت و وجاہت مراد لیجیے تو بطریق وسیلہ درست ہے ؎۲ قال الله تعالی وابتغوا الیه الوسیلة انتہی اور بحق نبی دعا مین بمعنی وسیلہ کے کہنا تعلیم آنحضرت صلعم سے بھی ثابت ہے ؎۳ حیث علم اللهم انی اسئالک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة انتہی اور دعا کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا واسطے قبول توبہ کے باین عبارت کہ اسئالک بحق محمد ان تغفرلی خود کتب تفسیر و حدیث مین موجود ہے پس اس سے بھی حق تفضلی مراد ہے نہ حق ایجابی اور اسی قبیل سے ہے جو الله تعالی نے جابجا قرآن مجید مین فرمایا ہے ؎۴ وکان حقا علینا نصر المؤمنین وکتب ربکم علی نفسه الرحمة وکان علی ربک حتما مقضیا وغیرها من الآیات۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر فتح العزیز مین تحریر فرماتے ہین کہ ؎۵ در کتب فقہ مذکور است کہ دعا کردن بحق کسے مکروہ است زیرا کہ کسے را بر خدا حقے نمی باشد و تفصیل مقام آنست نزد معتزلہ کہ افعال عباد را مخلوق عباد میدانند جزائے آن افعال حق حقیقی بندگان است و بر مذہب اہل سنت و جماعت افعال عباد مخلوق خدا اند پس عباد را بسبب آن افعال حقے ثابت نیست حقیقتا بلکہ وعدا و جعلا چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ است کہ من امن بالله ورسوله واقام الصلوة وصام رمضان کان حقا علی الله ان یدخله

ؔ۱ یا الله مین تجھسے سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجھپر ہے ۱۲ ؔ۲ الله تعالی نے کہا کہ اور پکڑو تم اوسکی طرف وسیلہ ۱۲ ؔ۳ جیسا کہ سکھلایا اے الله مین تجھسے سوال کرتا ہون اور تیری طرف بذریعہ تیرے نبی محمد نبی الرحمة کے متوجہ ہوتا ہون ۱۲ ؔ۴ اور تھا حق ہمپر ایمان والون کو مدد دینا ۱۲۔ اور تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو فرض کیا ۱۲۔ اور تھا تیرے رب پر عہد پورا ہونے والا ۱۲ ؔ۵ کتب فقہ مین مذکور ہے کہ کسی کے حق سے دعا مانگنا مکروہ ہے اس لیے کہ کسی کا خدا پر حق نہین تفصیل مقام یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک جو بندون کے افعال کو بندون کا مخلوق جانتے ہین اون افعال کی جزا بندون کا حقیقی حق ہے اور بر مذہب اہل سنت و جماعت بندون کے افعال خدا کے مخلوق ہین پس حقیقتا بندون کا اون افعال سے کوئی حق ثابت نہین بلکہ بطور وعدہ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ جو الله پر ایمان لایا اور اوس کے رسول پر اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے

الجنة هاجر فی سبیل الله او جلس فی ارضه التی ولد فیها - و نیز در حدیث صحیح از حضرت معاذ
بن جبل آمده هل تدری ما حق العباد علی الله الخبر - پس انچه در روایت توبه حضرت آدم علیه السلام
آمده است محمول بر همان حق جعلی و تفضلی است و انچه در کتب فقه ممنوع است حق حقیقی است و از بسکه
در سابق مذهب معتزله رواج بسیار میداشت و استعمال این لفظ موهم مذهب ایشان میشد فقها مطلقاً
از استعمال این لفظ منع نموده تا خیال کسے بآن مذهب نرود این است انچه درین مقام
موافق قرارداد علماے ظاہر است و اہل تحقیق چنین گفته اند که ہر یک از اکمل بنی آدم را باعتبار
صورت کمالیه او اسمی است از اسماے الٰہی که تربیت او میفرماید پس سوال بحق کاملے از کاملان
اشاره بآن اسم است اگر شخصے در وقت استعمال این لفظ ملاحظه این معنی نماید قطعاً ملام و معاتب
نیست انتہیٰ و الله اعلم بالصواب فقط

۵ تو اللہ پر حق ہوگا کہ وہ اوس کو جنت مین داخل کرے فی سبیل اللہ ہجرت کی یا وہین مقیم رہا جہان پیدا ہوا۔
نیز حدیث صحیح مین حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ کیا جانتے ہو کہ بندون کا حق اللہ پر کیا ہے پس روایت توبۂ
حضرت آدم علیہ السلام مین جو کچھ آیا ہے وہ اوسی حق جعلی و تفضلی پر محمول ہے اور کتب فقہ مین جو ممنوع ہو وہ حق حقیقی ہے
چونکہ پہلے زمانہ مین مذہب معتزلہ بہت رائج تھا اور اس لفظ کا استعمال اونکے مذہب کا وہم دلاتا تھا تو فقہانے اس
لفظ کے مطلقاً استعمال کو منع کر دیا تا کہ کسی کا خیال اوس مذہب کی طرف نہ جاے یہ ہے جو یہان پر موافق قرارداد
علماے ظاہر کے ہے اور اہل تحقیق نے ایسا کہا ہے کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کا باعتبار اپنی صورت کمالیہ کے اسماے
الٰہی سے ایک اسم ہے جو اوس کی تربیت فرماتا ہے پس کاملین مین سے کسی کامل کے حق سے سوال کرنا اشارہ
اوس اسم سے ہے اگر کوئی شخص اس لفظ کے استعمال کے وقت اس معنی کا لحاظ کرے تو ہرگز قابل ملامت
و عتاب نہین ہے ۱۲ فقط

تمام شد

صحت نامہ رسالہ الدر الیتیم فی ایمان آباء نبی الکریم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲م	العزا	العزۃ
//	۳م	نزہم	نزھھم
۲۵	۳م	مضافاً	مضافاً
//	۱۷ت	ی سے	ہی سے
//	۱۸ت	ون سے	اون سے
۲۸	۱ت	جالی ہے	جاتی ہے
۳۵	۱۸م	اسلاھما	احدھما
//	۱۵ت	اسے	استثنے
۳۷	۱۹م	فخبطوا	فخبطوا و
//	۱۹ت	جبط	خبط
۴۳	۱۷م	جومنعوا	ومنعوا
۴۷	۱۳م	من یبلغہ	من لم یبلغہ
//	۱۵م	انہ	انھم
//	۲ت	کلام	کلام مین

اشتہار

تالیفات حضرت مؤلف کتاب ہذا

تحریر الانور فی تفسیر القلندر - فارسی - مطبوعہ ریاست رامپور ...... قیمت ۴ر

الفیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی - فارسی مطبوعہ ریاست رامپور - قیمت ۸ر

کشف الدقائق عن رموز الحقائق - فارسی مع ترجمہ مطبوعہ ریاست رامپور - قیمت ۸ر

فاتح الابصار - فارسی مع ترجمہ - مطبوعہ ریاست رامپور .. قیمت ۴ر

زواہر الافکار شرح جواہر الاسرار - فارسی مترجم مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ... قیمت ۱۰ر

القول الوجیہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ - فارسی مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ قیمت عہ

الافصاح عن ذکر اہل الصلاح - فارسی - مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ .... قیمت عہ

الدرۃ البیضاء فی تحقیق مصداق فاطمۃ الزہرا - اردو مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ - قیمت عہ

احسن الافادۃ لارباب الارادۃ معروف برسالہ بیعت و وجہ بانفرج - اردو مطبوعہ گلشن ابراہیمی قیمت ۲ر

المشتہر

قاضی محمد احتشام علی خان عفی عنہ قاضی گڈھی کاکوری ضلع لکھنؤ